

عاشقانِ رسول کی قبریں

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و مامضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

الفرق بین قبور
اهل الرحمن
وعباد الشیطان

فہرست

پیشِ لفظ

فی زمانہ فتنوں کا دور دورہ ہے، ایک فتنہ کی سرکوبی کی طرف علمائے کرام متوجہ ہوتے ہیں کہ اُدھر دوسرا فتنہ سر اٹھالیتا ہے، کہیں عذابِ قبر کا انکار ہے تو کہیں گستاخانِ رسول کے پٹے کھلے ہیں، کہیں اصحابِ رسول پر تبرابازی کا بازار گرم ہے تو کہیں اولیائے کرام پر گز گز لمبی زبانیں نکلی ہوئی ہیں، اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ یہ سب فتنے ان لوگوں کے پیدا کردہ ہیں جو خود کو مسلمان کہلوانے والے، نماز وروزہ کے بظاہر پابند اور ناخلف گدی نشین ہیں۔

ادارہ افکارِ رضا نے اپنی بساط بھر کوشش کی ہے کہ اس مختصر رسالہ میں قرآن و حدیث اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں عذابِ قبر و تنعیمِ قبر پر جامع دلائل ذکر کیے جائیں۔ نیز اس ضمن میں عاشقانِ رسول وعاشقانِ صحابہ واولیاء کی روشن ومنور قبروں کے احوال اور گستاخانِ رسول وگستاخانِ صحابہ واولیاء کی تنگ و تاریک قبروں کے مناظر معتبر اکابرین کی کتب سے ذکر کر دیے جائیں تاکہ اہلِ ایمان کا ایمان تازہ ہو اور مخالفین کے لئے تازیانہ عبرت ہو۔

اس رسالہ کی ترتیب یہ ہے کہ اسے پنجتن پاک کی نسبت سے پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلے باب میں عذابِ قبر و تنعیمِ قبر پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔

دوسرے باب میں گستاخانِ رسول کی قبور کے احوال کا تذکرہ ہے۔

تیسرے باب میں عاشقانِ رسول کی نورانی قبروں کے احوال مستند کتب احادیث وسِیَر سے نقل کیے گئے ہیں۔

چوتھے باب میں عاشقانِ صحابہ واولیاء کی روشن قبروں کا احوال بیان ہوا ہے۔

اور پانچویں باب میں گستاخانِ صحابہ و اولیاء کی قبروں کی تنگی و تاریکی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

اس رسالہ کی تیاری میں شرحُ الصّدور و تذکرۃُ الموتیٰ سے زیادہ تر استفادہ کیا گیا ہے، اس کے علاوہ دیگر کتبِ معتبرہ سے بھی مواد اخذ کیا گیا ہے۔

اللہ کرے کہ یہ رسالہ کسی کی ہدایت کا سامان بن جائے تا کہ اس کی قبر بھی روشن ہو جائے، اور اس کی وجہ سے ہماری قبر و آخرت بھی سنور جائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پہلا باب

عذاب قبر وتنعیمِ قبر

منکرینِ عذابِ قبر

ہم عذابِ قبر سے اللہ پاک کی پناہ مانگتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے۔ چُنانچِہ پارہ 29 سورۂ نُوح آیت نمبر 25 میں حضرتِ سیِّدُنا نُوح علیہ السلام کی نافرمان قوم کے طوفان میں غَرَق ہونے کے بعد عذابِ قبر میں مُبتَلا ہونے کا اس طرح بیان ہے:

﴿مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اپنی کیسی خطاؤں پر ڈَبوئے گئے پھر آگ میں داخِل کئے گئے۔ (1)

اِس آیتِ مبارَکہ کے اس حصے "پھر آگ میں داخِل کئے گئے" کی تفسیر میں لکھا ہے: اس آگ سے مراد برزخ کی آگ ہے مراد عذابِ قبر ہے یعنی ان کو قبر کے اندر آگ میں جھونکا گیا۔ (2)

عذابِ قبر کے متعلق پارہ 24 سورۃُ المؤمِن آیت نمبر 46 میں اللہ پاک فرماتا ہے:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا

1...پارہ 29، نوح، آیت: 25

2...روح المعانی، ج 30، ص 145

اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ(۴۶) ترجَمۂ کنزالایمان: آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی حکم ہو گا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔[3]

اِس آیت میں واضح طور پر عذابِ قبر کا بیان ہے اس طرح کہ اَشَدَّ الْعَذَابِ یعنی سخت تر عذاب سے جہنم کا عذاب مراد ہے جو قیامت کے دن ہو گا اس سے پہلے جو عذاب ہے وہ عذاب، عذابِ قبر ہے۔[4]

عذابِ قبر کا تذکرہ کرتے ہوئے پارہ 11 سورۃُ التَّوبہ آیت نمبر 101 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ(۱۰۱) ترجمہ کنزالایمان: جلد ہم انہیں دوبارہ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔[5]

یونہی عذابِ قبر کے ثُبوت میں بے شمار احادیثِ مبارکہ وارِد ہیں۔ ان میں سے کچھ احادیثِ کریمہ پیشِ خدمت ہیں:

حضرت سیِّدُنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللّٰھم انی اعوذبك من عذاب القبر" یعنی اے

3...پارہ 24، المؤمن، آیت: 46

4...عمدۃ القاری، ج 6، ص 274، نزہۃ القاری، ج 2، ص 862

5...پارہ: 11، التوبۃ، آیت: 101

اللہ پاک! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[6]

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدِّیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عذاب القبر حق یعنی عذابِ قبر حق ہے۔[7]

حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک خچر بدَکنے لگا قریب تھا کہ آپ اس کی پُشت سے نیچے تشریف لے آتے، دیکھا گیا تو وہاں چار، پانچ یا چھ قبریں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے کہا: میں پہچانتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: یہ کب فوت ہوئے؟ اس نے بتایا کہ یہ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ ارشاد فرمایا: بے شک یہ اُمَّت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردے دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ پاک سے دعا کرتا کہ یہ عذابِ قبر جو میں سن رہا ہوں تمہیں بھی سنائے۔[8]

نبیِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان اھل القبور یعذبون فی قبورھم عذابًا تسمعه البھائم یعنی بے شک مُردوں کو اپنی قبروں

6... ترمذی، ج5، ص309، حدیث: 3531 المستدرک، 1/199، حدیث: 114

7... صحیح بخاری، ج1، ص463، حدیث: 1372

8... صحیح مسلم، حدیث: 7213، ص1174

میں ایسا عذاب دیا جاتا ہے جسے چوپائے سنتے ہیں۔[(9)]

حضرت سیّدُنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وسلم بَنُو نَجّار کے ایک نَخْلِستان (یعنی کھجور کے باغ) میں داخل ہوئے اور زمانۂ جاہلیت میں مرنے والے بَنُو نَجّار کی قبروں سے عذاب دیئے جانے کی آوازیں سنیں تو بے چینی کی کیفیت میں باہر تشریف لائے اور صحابہ سے فرمایا: عذابِ قبر سے پناہ مانگو۔[(10)]

حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن اپنی قبر میں ایک باغ میں ہوتا ہے، قبر اس کے لئے 70 گز فراخ کر دی جاتی ہے اور اسے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن کر دیا جاتا ہے، کیا تم جانتے ہو یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی:

﴿فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾[(11)] ترجمۂ کنز الایمان: تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ کافر کے عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کافر پر اس

9... معجم الکبیر، 25/103، حدیث:268

10... مسند امام احمد، ج5 ص13، حدیث:14155

11... پارہ16، طٰہٰ، آیت:124

کی قبر میں 99 اژدھے مسلّط کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس پر پھنکارتے اور اسے نوچتے پھاڑتے رہیں گے۔(12)

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کافر پر دو سانپ مسلّط کر دیئے جاتے ہیں، ایک سر کی جانب اور دوسرا پاؤں کی جانب اور دونوں اسے قیامت تک کاٹتے رہیں گے۔(13)

حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طَیِّب وطاہِر آقا، مدینے والے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَنَزَّهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔ یعنی پیشاب سے بچو کیونکہ قبر کا عذاب زیادہ تر اسی سے ہوتا ہے۔(14)

حضرت سیّدُنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی ایسے کام پر نہیں ہو رہا جس سے بچنا مشکل ہو بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ لے کر اس کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں قبروں پر ایک ایک گاڑ دیا۔

12… الاحسان، ج5 ص50، حدیث: 3112، سنن الدارمی، ج2، ص426، حدیث: 2815، مشکاۃ المصابیح، ج1، ص47، حدیث: 134

13… مسند امام احمد، ج9 ص492، حدیث: 25244

14… سننِ دار قُطنی، ج1، ص184، حدیث: 453

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے یہ کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان قبر والوں پر عذاب ہلکا رہے گا۔(15)

حضرت سیِّدَتُنا میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے میمونہ! عذابِ قبر سے اللہ پاک کی پناہ مانگو کیونکہ زیادہ تر عذاب قبر غیبت اور پیشاب (سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔(16)

حضرت سیِّدُنا یعلیٰ بن سَیّابہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قبر کے پاس سے گزرے جس میں مردے کو عذاب ہورہا تھا ارشاد فرمایا: یہ لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔ پھر ایک تَر شاخ منگوا کر اس کی قبر پر لگا دی اور ارشاد فرمایا: جب تک یہ تر رہے گی اس کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔(17)

حضرت سیِّدُنا یعلیٰ بن مُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبرستان کے پاس سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک قبر سے چیخ و پکار سنی تو عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے قبر سے چیخ سنی ہے۔ ارشاد فرمایا: یعلیٰ! کیا واقعی تم نے سنی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا:

15... بخاری، ج1 ص96، حدیث:218، مشکوۃ المصابیح، ج1، ص81، حدیث:338

16... شعب الایمان، ج5 ص303، حدیث:6731، طبقات ابن سعد، ج8 ص236، رقم:4665

17... معجم اوسط، ج2 ص35، حدیث:2413، مسند امام احمد، ج6 ص177، حدیث:17571

یہ شخص ایک آسان سی بات کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے۔ میں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ لوگوں کی چُغلیاں کرتا اور پیشاب سے نہ بچتا تھا۔ پھر راوی نے تر شاخ والی بات بیان فرمائی۔[18]

حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں چل رہے تھے اور حضرت سیِّدُنا بِلال رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے پیچھے تھے کہ راستے میں ایک قبر آگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! میں سن رہا ہوں کہ اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے کیا تم بھی اسے سن رہے ہو؟ پھر دریافت کرنے پر معلوم ہوا وہ ایک یہودی کی قبر ہے۔[19]

عذابِ قبر کے اسباب

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عذابِ قبر تین چیزوں کے سبب ہوتا ہے: (۱)...غیبت (۲)...چغلی اور (۳)...پیشاب، لہٰذا ان سے بچو۔[20]

مومن کو قبر میں ملنے والی بشارت

حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب نیک بندے کو قبر میں

18... دلائل النبوۃ، ج7 ص42

19... مسند امام احمد، ج4 ص303، حدیث: 12532

20... اثبات عذاب القبر للبیہقی، ص136، حدیث: 239

رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال اسے گھیر لیتے ہیں، پس عذاب کے فرشتے مردے کے قدموں کی طرف سے اس کے پاس آتے ہیں۔ تو نماز کہتی ہے: تم اس سے دور ہو جاؤ۔ پھر فرشتے مردے کے سر کی طرف سے آتے ہیں، تو روزہ کہتا ہے: تمہارے لیے اس پر کوئی راہ نہیں ہے کہ اس نے دنیا میں اللہ کی رضا کے لئے طویل پیاس برداشت کی ہے۔ پھر فرشتے اس کے بقیہ جسم کی طرف سے آتے ہیں، تو حج اور جہاد کہتے ہیں: اس سے دور ہٹ جاؤ کہ اس نے اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا اور بدن کو تھکایا اور اللہ کے لئے حج اور جہاد کیا، تو تمہارے لئے اس پر کوئی راہ نہیں۔ پس فرشتے اس کے ہاتھوں کی جانب سے آتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے: میرے ساتھی سے باز رہو کہ اللہ پاک کی رضا چاہنے کے لئے ان ہاتھوں سے بہت سے صدقات نکلے اور اللہ پاک کے دست قدرت میں پہنچے ہیں، پس تمہارے لئے اس پر کوئی راہ نہیں ہے۔ پس مردے سے کہا جاتا ہے: مزے سے سو جا تو زندگی میں بھی پاکیزہ تھا اور مر کے بھی ستھرا ہے۔ [21]

قبر کے عذاب اور فتنے سے پناہ مانگنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت ایک یہودی عورت وہاں موجود تھی، وہ کہنے لگی: تم لوگ قبر کے فتنے میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے اور فرمایا: بے شک یہودی ہی فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ پھر کچھ راتیں

21...التبصرۃ لابن الجوزی، ج1 ص480 تا 481، اھوال القبور، ص58، مکاشفۃ القلوب، ص171

گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھے وحی ہوئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں فتنے میں مبتلا ہو گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔(22)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں فتنہ دجال کے قریب یا اس کی مثل فتنے میں مبتلا کیے جاؤ گے، مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے کون سی بات فرمائی (یعنی راوی کو شک ہے کہ دونوں میں کون سی بات ارشاد فرمائی)۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں: پھر فرمایا: تم میں سے کسی کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اس مرد کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تو مومن یا پختہ یقین والا کہے گا: وہ محمد رسول اللہ ہیں ہمارے پاس روشن نشانیاں اور ہدایت لائے تھے تو ہم نے ان کی دعوت قبول کی اور اطاعت کی تھی۔ یہ بات تین بار فرمائی، پھر مردے سے کہا جائے گا: سو جاؤ ہمیں معلوم تھا کہ بے شک تم ان پر ایمان رکھتے ہو پس مزے سے سو جاؤ۔ بہر حال منافق یا شک کرنے والا کہے گا۔ راوی کہتے ہیں: (میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سا لفظ فرمایا) حضرت اسماء فرماتی ہیں: پس وہ شخص کہے گا: میں نہیں جانتا! میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا تو میں نے بھی کہہ دیا۔(23)

22... مسلم، ص232، حدیث:1319

23... بخاری، ج1 ص87، حدیث:184

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ میں عذاب قبر، دوزخ کے عذاب اور زندگی وموت کے فتنے اور دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔(24)

اس معنٰی کی روایات بہت زیادہ ہیں جن کو ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں: میرے پاس مدینے کی دو بوڑھی یہودی عورتوں نے آکر کہا: بے شک قبر والے اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔ میں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا اور مجھے ان کی تصدیق کرنا اچھا نہ لگا تو وہ دونوں چلی گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مدینے کی دو یہودی عورتوں نے کہا کہ قبر والے اپنے قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دونوں نے سچ کہا۔ بے شک اہلِ قبور قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں جنہیں تمام چوپائے سنتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے دیکھا۔(25)

ہمارے علماء نے فرمایا: جب عذاب میں مبتلا مُردوں کی آواز خچر نے سنی تو وہ بدک گیا۔ اور اس عذاب کی آواز جن وانس نہیں سنتے؛ حضور علیہ السلام کے

24...بخاری، ج1ص464، حدیث:1377

25... مسلم، ص232، حدیث:1319

اس فرمان کے سبب "کہ کہیں تم اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ نہ دو"۔[26]

کیونکہ اللہ پاک نے اپنی حکمت اور لطائف ربانی کے سبب ہم سے ان کی آواز کو مخفی رکھا تاکہ ہم اپنے مُردوں کو دفن کر سکیں کیونکہ اس آواز کو سننے سے خوف کا غلبہ ہو جاتا اور ہم میت کو دفنانے کے لئے قبر کے قریب بھی نہ جاتے یا اس کو سننے کے سبب مر جاتے؛ کیونکہ اس عالم دنیا میں اعضاء کی کمزوری کے سبب اللہ کے عذاب میں سے کچھ بھی سنا نہیں جاسکتا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب لوگ گرنے والی بجلی کی کڑک یا خطرناک زلزلہ کی آواز سنتے ہیں تو کثیر لوگ اس کے سبب مر جاتے ہیں۔ تو بجلی کی کڑک کہاں؟ اور اس شخص کی چیخ و پکار کہاں جس کو فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے مارتے ہیں اور ہر قریبی شے اس کی چیخ و پکار سنتی ہے؟ بلاشبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے میں ارشاد فرمایا: اگر کوئی انسان اس آواز کو سن لیتا تو ضرور بے ہوش ہو جاتا۔[27]

جب یہ حال لوگوں کی موجودگی میں فقط عذاب سننے کا ہے حالانکہ اس سننے والے کو عذاب نہیں ہو رہا اور نہ اس کی رسوائی ہو رہی ہے تو اس وقت اس کا کیا حال ہو گا جب اس پر ذلت و رسوائی مسلط ہو اور وہ سخت عذاب و وبال میں مبتلا ہو؟ ہم اللہ پاک سے اس کے کرم کے صدقے عافیت، مغفرت اور درگزر و رحمت کا سوال کرتے ہیں۔

26... مسلم، ص1175، حدیث:2868

27... بخاری، 1 / 443، حدیث:1253

حکایت

ابو محمد عبد الحق فرماتے ہیں: مجھے ابو الحکم بن برجان الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ (جو باعمل اہلِ علم سے تھے) نے بتایا: کہ انہوں نے اشبیلیہ کی مشرقی جانب اپنے گاؤں میں ایک میت کو دفنایا، جب اس کی تدفین سے فارغ ہوئے تو ایک طرف بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، اور ان کے قریب ہی ایک جانور چر رہا تھا اچانک وہ جانور تیزی سے قبر کی طرف بھاگا اور اس نے اپنا کان قبر پر رکھ دیا گویا کہ وہ کچھ سن رہا ہے، پھر پلٹ کر بھاگا پھر دوبارہ ایسا ہی کیا۔ ابو الحکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے عذاب قبر اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد آگیا کہ بے شک مردوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے جسے جانور سنتے ہیں۔

اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میت کا کیا معاملہ تھا انہوں نے یہ واقعہ اس وقت سنایا جب پڑھنے والے نے عذاب قبر کے متعلق یہ حدیث پڑھی اور ہم اس وقت ان کے پاس مسلم شریف پڑھ رہے تھے۔(28)

سماعِ موتیٰ (مُردوں کا سننا)

امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہلِ بدر کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے ہمیں اہل بدر (کافروں) کے گرنے

28...التذکرۃ باحوال الموتیٰ وامور الآخرۃ، ص138

کی جگہیں دکھائیں اور فرمایا: یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے ان شاء اللہ۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی وہ اس سے ذرا بھی نہیں ہٹے۔ تو انہیں ایک کنویں میں ایک دوسرے کے اوپر پھینک دیا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور ان کے پاس آکر رک گئے اور فرمانے لگے: اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اللہ و رسول کے وعدے کو سچا پالیا ہے؟ بے شک میں نے تو اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے جسموں سے کیسے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں روح ہی نہیں؟ تو فرمایا: تم لوگ میری بات ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو مگر وہ میری کسی بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ (29)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولوں کو تین دن تک وہیں پڑا رہنے دیا۔ پھر ان کے پاس کھڑے ہو کر انہیں پکارا: اے ابو جہل بن ہشام! اے امیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا نہیں پایا؟ میں نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے سنتے ہیں اور وہ کہاں سے جواب دیں گے حالانکہ وہ مردار ہو گئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

29... بخاری، ج3 ص11، حدیث:3976، صحیح مسلم، ص1176، حدیث:7222

ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! تم میری بات ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو انہیں گھسیٹ کر بدر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا۔[30]

یہ تمام روایات و دلائل اس بات پر قطعاً و جزماً دلالت کرتے ہیں کہ عذابِ قبر و تنعیمِ قبر برحق ہے، اس کا انکار گمراہی و بدعتِ سیئہ ضلالہ ہے۔

30... صحیح مسلم، ص1176، حدیث:7223

دوسرا باب

گستاخانِ رسول کی قبریں

گستاخِ نبی و منافق پر رب کا قہر

عبد اللہ بن اُبی منافق کے کفن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص دی، یہ بدلہ اس کا تھا کہ روزِ بدر جب سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما گرفتار ہو کر آئے برہنہ تھے۔ بوجہِ طویل قامت کسی کا کرتا ٹھیک نہ آتا تھا۔ اس مردک نے انہیں اپنا قمیص دیا تھا۔ حضور عزیز غیور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ منافق کا کوئی احسان حضور کے اہلِ بیت کرام پر بے معاوضہ رہ جائے۔ لہٰذا آپ نے دو قمیصیں مبارک اس کے کفن میں عطا فرمائیں۔ نیز مرتے وقت وہ ریاکار نفاق شعار خود عرض کر گیا تھا کہ حضور مجھے اپنی قمیص مبارک میں کفن دیں۔ پھر اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے درخواست کی۔ اور ہمارے آقا کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا داب قدیم (مستقل عادت) ہے کہ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔

اس احسانِ عظیم کے باوجود ربِّ کریم نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا: اے محبوب! جو منافق آپ کی شان و عظمت کا منکر ہو وہ تو اس لائق بھی نہیں کہ اس کے لیے رحمت کی کوئی گنجائش ہو یا اس کی قبر پر کھڑا ہوا جا سکے۔

ارشاد ہوا: ﴿وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ان میں سے کسی کی میّت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔(31)

اس آیت کے نزول کے بعد پھر کبھی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی۔(32)

گستاخِ رسول کو زمین بھی قبول نہیں کرتی

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات ایسے گستاخوں کو قبر بھی قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتی۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ:

عن أنس رضی اللہ عنه قال: كان رجل نصرانيا فأسلم، وقرأ البقرة وآل عمران، فكان يكتب للنبی صلی اللہ علیه وسلم، فعاد نصرانيا، فكان يقول: ما يدري محمد إلا ما كتبت له، فأماته الله، فدفنوه فأصبح وقد لفظته الأرض، فقالوا: هذا فعل محمدٍ وأصحابه، لما هرب منهم نبشوا عن صاحبنا فألقوه، فحفروا له فأعمقوا، فأصبح وقد لفظته الأرض، فقالوا: هذا فعل محمدٍ وأصحابه، نبشوا عن صاحبنا لما هرب منهم فألقوه، فحفروا له

31... صحیح بخاری، ج1، ص429، حدیث: 1269

32... خازن، التوبۃ، تحت الآیۃ: 84، ج2، ص269

وأعمقوا له فی الأرض ما استطاعوا، فأصبح قد لفظته الأرض، فعلموا أنه لیس من الناس فألقوه۔

ترجمہ: ''ایک نصرانی اسلام لایا اور اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی، وہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب بن گیا پھر وہ مرتد ہو کر نصرانی بن گیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں لکھ دیتا ہوں، اللہ پاک نے اس لعین کو ہلاک کر دیا۔ پس لوگوں نے اسے دفن کیا، جب صبح ہوئی تو (انہوں نے دیکھا کہ) زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا، نصاریٰ کہنے لگے: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل ہے، جنہوں نے ہمارے ساتھی کو قبر سے نکال کر پھینک دیا، کیونکہ یہ ان سے بھاگ گیا تھا۔ انہوں نے اس کے لئے دوبارہ گڑھا کھودا صبح دیکھا تو زمین نے اسے باہر نکال پھینکا تھا، انہوں نے ایک بار پھر اس ملعون کے لیے خوب گہری قبر کھودی، جتنی وہ کھود سکتے تھے مگر جب صبح ہوئی دیکھا تو زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا تھا تب انہیں یقین آیا کہ یہ لوگوں کا فعل نہیں بلکہ گستاخی پر اللہ رب العالمین کی طرف سے سزا ہے پھر انہوں نے اس کو زمین پر یوں ہی ڈال دیا''۔[33]

بلعم بن باعوراء کا عبرتناک انجام

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب حضرت موسیٰ علیہ

33...بخاری، ج2، ص506، حدیث: 3617

الصلاۃ والسلام نے جَبّارین سے جنگ کا ارادہ کیا اور سرزمینِ شام میں نزول فرمایا تو بلعم بن باعوراء کی قوم اس کے پاس آئی اور اس سے کہنے لگی کہ ”حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بہت تیز مزاج ہیں اور اُن کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے، وہ یہاں اس لئے آئے ہیں تاکہ ہم سے جنگ کریں اور ہمیں ہمارے شہروں سے نکال کر ہمارے بجائے بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں آباد کریں، تمہارے پاس اسمِ اعظم ہے اور تم ایسے شخص ہو کہ تمہاری ہر دعا قبول ہوتی ہے، تم نکلو اور اللہ پاک سے دعا کرو کہ وہ اُنہیں یہاں سے بھگادے۔ قوم کی بات سن کر بلعم نے کہا: افسوس ہے تم پر! حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ پاک کے نبی ہیں، اُن کے ساتھ فرشتے اور ایمان دار لوگ ہیں، اس لئے میں اُن کے خلاف کیسے بددعا کر سکتا ہوں! مجھے اللہ پاک کی طرف سے جو علم ملا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر میں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے خلاف ایسا کیا تو میری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی۔ قوم نے جب گریہ وزاری کے ساتھ مسلسل اصرار کیا تو بلعم نے کہا: اچھا! میں پہلے اپنے رب کی مرضی معلوم کرلوں۔ بلعم کا یہی طریقہ تھا کہ جب کبھی کوئی دعا کرتا تو پہلے مرضیٔ اِلٰہی معلوم کرلیتا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا، چنانچہ اس مرتبہ اس کو یہ جواب ملا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کے ساتھیوں کے خلاف دعا نہ کرنا۔ چنانچہ اُس نے قوم سے کہہ دیا کہ ”میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی تھی مگر میرے رب نے اُن کے خلاف

بد دعا کرنے کی ممانعت فرمادی ہے۔ پھر اس کی قوم نے اسے ہدیئے اور نذرانے دیئے جنہیں اُس نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد قوم نے دوبارہ اس سے بد دعا کرنے کی درخواست کی تو دوسری مرتبہ بلعم نے ربِّ کریم سے اجازت چاہی۔ اب کی بار اس کا کچھ جواب نہ ملا تو اُس نے قوم سے کہہ دیا کہ "مجھے اس مرتبہ کچھ جواب ہی نہیں ملا"۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ "اگر اللہ پاک کو منظور نہ ہوتا تو وہ پہلے کی طرح دوبارہ بھی صاف منع فرمادیتا"۔ پھر قوم نے اور بھی زیادہ اصرار کیا حتّٰی کہ وہ ان کی باتوں میں آ گیا۔ چنانچہ بلعم بن باعوراء اپنی گدھی پر سوار ہو کر ایک پہاڑ کی طرف روانہ ہوا۔ گدھی نے اسے کئی مرتبہ گرایا اور وہ پھر سوار ہو جاتا حتّٰی کہ اللہ پاک کے حکم سے گدھی نے اس سے کلام کیا اور کہا: افسوس! اے بلعم! کہاں جا رہے ہو؟ کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ فرشتے مجھے جانے سے روک رہے ہیں۔ (شرم کرو) کیا تم اللہ پاک کے نبی اور فرشتوں کے خلاف بد دعا کرنے جا رہے ہو؟ بلعم پھر بھی باز نہ آیا اور آخر کار وہ بد دعا کرنے کے لئے اپنی قوم کے ساتھ پہاڑ پر چڑھا۔ اب بلعم جو بد دعا کرتا اللہ پاک اس کی زبان کو اس کی قوم کی طرف پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعائے خیر کرتا تھا تو بجائے قوم کے بنی اسرائیل کا نام اُس کی زبان پر آتا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کی قوم نے کہا: اے بلعم! تو یہ کیا کر رہا ہے؟ بنی اسرائیل کیلئے دعا اور ہمارے لئے بد دعا کیوں کر رہا ہے؟ بلعم نے کہا: "یہ میرے اختیار کی بات نہیں، میری زبان میرے قبضہ میں نہیں ہے،

اللہ پاک کی قدرت مجھ پر غالب آگئی ہے۔ اتنا کہنے کے بعد اس کی زبان نکل کر اس کے سینے پر لٹک گئی۔ اس نے اپنی قوم سے کہا: میری تو دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں، اب میں تمہیں ان کے خلاف ایک تدبیر بتاتا ہوں "تم حسین و جمیل عورتوں کو بنا سنوار کر ان کے لشکر میں بھیج دو، اگر ان میں سے ایک شخص نے بھی بدکاری کر لی تو تمہارا کام بن جائے گا کیونکہ جو قوم زنا کرے اللہ پاک اس پر سخت ناراض ہوتا ہے اور اسے کامیاب نہیں ہونے دیتا" چنانچہ بلعم کی قوم نے اسی طرح کیا، جب عورتیں بن سنور کر لشکر میں پہنچیں تو ایک کنعانی عورت بنی اسرائیل کے ایک سردار کے پاس سے گزری تو وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے اسے پسند آگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے منع کرنے کے باوجود اس سردار نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی، اس کی پاداش میں اسی وقت بنی اسرائیل پر طاعون مُسلَّط کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا مُشیر اس وقت وہاں موجود نہ تھا جب وہ آیا تو اس نے بدکاری کا قصہ معلوم ہونے کے بعد مرد و عورت دونوں کو قتل کر دیا۔ تب طاعون کا عذاب ان سے اٹھالیا گیا، لیکن اس دوران ستر ہزار اسرائیلی طاعون سے ہلاک ہو چکے تھے۔[34]

قبرِ ابن تیمیہ کی ہولناکی

ابنِ تیمیہ وہ بدبخت شخص ہے جس نے سب سے پہلے وسیلہ کا انکار کیا،

34... تفسیر بغوی، سورۃ الاعراف، تحت الآیۃ: 175، ج2، ص180، 179

اور یہی وہ شخص ہے جس نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کو ناجائز و گناہ قرار دیا تھا، اور اللہ پاک کے لیے تجسیم (یعنی اللہ پاک کے لئے مادی جسم) کا قائل تھا۔ مرنے کے بعد اس کا کیا حال ہوا؟ عبرت کی نگاہ سے پڑھئے۔

(زاہد الکوثری فرماتے ہیں:) قلت: وبلغنی أنه لما دفن ابن تیمیة قال شخص بعد ثلاثة أیام: قد اضطرب القول فی هذا الرجل والله لأنظرن ما صنع الله به، قال: فحفر قبره فوجد علی صدره ثعباناً عظیماً هاله منظره فکان الرجل یحذر الناس من اعتقاده ویعلمهم بما رأی، والله أعلم۔

ترجمہ: مجھے یہ بات پہنچی کہ جب ابن تیمیہ کا انتقال ہوا، اس کو دفن کیا گیا، تو تین دن بعد ایک شخص کہنے لگا: ابنِ تیمیہ کے بارے میں علماء کے اقوال میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے (کوئی اس کو شیخ الاسلام کہتا ہے کوئی اس کو گمراہ کہتا ہے۔) خدا کی قسم! ضرور میں دیکھوں گا کہ اللہ پاک نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ چنانچہ اس شخص نے ابنِ تیمیہ کی قبر کھودی تو دیکھا کہ اس کے سینے پر ایک بڑا اژدہا لپٹا ہوا تھا۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر وہ لوگوں کو کہتا تھا: لوگو! اس ابنِ تیمیہ کے گندے عقیدوں سے بچ کر رہنا، اور جو کچھ اُس نے ابنِ تیمیہ کی قبر کا حال دیکھا تھا وہ لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔[35]

غلام خان آف راولپنڈی کا انجامِ برباد

چودھویں صدی کا پاکستان میں گستاخوں کا مشہور سرغنہ یہ غلام خان تھا،

35...العقیدۃ وعلم الکلام، ص366

بد بختی کا عالم یہ تھا کہ ماں باپ نے نام غلام مصطفیٰ رکھا تھا کہ نامِ مصطفیٰ سے معاذ اللہ نفرت کی وجہ سے اپنا نام تبدیل کر کے غلام اللہ رکھ لیا۔ حالانکہ جاہل اتنا بھی نہ جانتا تھا کہ غلام عربی میں لڑکے یا بچے کو کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مشہور روایتِ صدری کے مطابق جب یہ عرب شریف گیا تو کسی عربی عالم نے اس سے نام پوچھا تو اس نے کہا: غلام اللہ۔ تو اس عالم نے جواباً کہا: لا بل لعنۃ اللہ۔ یعنی تم اللہ کے لڑکے کیسے ہو سکتے ہو تم غلام اللہ نہیں بلکہ لعنت اللہ ہو۔

عوام سمجھتے تھے اور انہیں یقین تھا کہ اس جیسا دنیا میں انبیائے کرام و اولیائے عظام کا گستاخ اور بے ادب نہیں، لیکن جب یہ مرا، تب ہر ایک پر عیاں ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے بے ادب اور گستاخ کا یونہی انجامِ بد ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل اخبارات وغیرہ سے ہم نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

روزنامہ جنگ پنڈی:

مولانا غلام اللہ خاں (یہ بیان انہی کے ہم مسلک مولوی کا ہے) کا سانحہ ارتحال بھی اسی افسوسناک اور دُکھ دہ سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ عجیب قصہ ہے کہ عشاء کی نماز اور اس کے بعد تک مولانا ہماری بھری مجلسوں میں رونق افروز رہنے کے باوجود یکا یک ہم سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گئے۔ دوبئی میں مولانا کی آخری تقریر جو کہ آپ کی زندگی کی بھی آخری تقریر ثابت ہوئی۔ وہ تھی جو آپ نے قصیص نمبر 3 کی مسجد میں نماز عشاء کے بعد فرمائی، کوئی پونے دو گھنٹے کی اس طویل تقریر میں آپ نے عقیدۂ توحید اپنے روایتی جوش و خروش سے بیان کیا اور آخر میں

اعلان فرمایا کہ اس کی تکمیل کل کی تقریر میں کروں گا جو دوبئی کی جامع مسجد میں نماز عشاء کے بعد ہوگی۔ دوسرے دن حسبِ اعلان پروگرام آپ وہاں تشریف لے گئے۔ سامعین دور دور سے کشاں کشاں جمع ہو رہے تھے۔ آپ منبر کے قریب تشریف فرما تھے ابھی جلسہ کا آغاز ہی ہو رہا تھا، ابتدائی نوعیت کے اعلانات ہی جاری کئے جارہے تھے کہ یکایک مولانا کی طبیعت کچھ خراب ہوگئی۔

آپ اپنے ایک رفیق سفر حافظ نور الحسن صاحب کو مائیک پر کھڑا کر کے خود اپنے دو جانثاروں کے ہمراہ راشد ہسپتال تشریف لے گئے۔ حاضرین آپ کی واپسی کے منتظر تھے۔ ادھر اجتماع کو مشغول رکھنے کیلئے راقم کا اعلان کر دیا گیا۔ راقم نے بھی کچھ دیر کچھ بیان کیا۔ انتظار کی گھڑیاں طویل تر ہو رہی تھیں۔ آخر میں اس اعلان پر جلسہ ختم کر دیا گیا کہ حضرات! معلوم ہوتا ہے مولانا کی طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب ہو گئی ہے۔ لہٰذا جلسہ برخاست کیا جاتا ہے، اور اگر مولانا کو صحت ہوگئی تو کل اسی جگہ اور اسی وقت جلسہ دوبارہ ہوگا۔ اس کے بعد ہم اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ مستشفیٰ راشد (ہسپتال) پہنچے تو اندر جانے اور معلوم کرنے کی نہ کوئی صورت ہے نہ اجازت۔ مولانا کے جو دو جانثار مولانا اکرم خان اور وکیل نسیم خاں آپ کے ساتھ اندر گئے تھے۔ ان کا بھی کوئی پتہ نہیں آخر کار راقم نے ادھر اُدھر چکر لگانا شروع کئے تو دور اندر جا کر ایمر جنسی کے دروازے پر پہنچ گئے جہاں یہ تو معلوم ہو گیا کہ مولانا کو یہیں داخل کیا گیا ہے لیکن دروازے پر موجود پولیس مین اندر نہیں جانے دے رہے تھے، مگر پھر کچھ

لمحے بعد راقم کا احترام کرتے ہوئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ راقم کو اندر جانے کی اجازت دے دی بلکہ انہی میں سے ایک پولیس مین خود میرے ساتھ گیا اور لفٹ کے ذریعے اس کمرے میں پہنچادیا جہاں مولانا کو رکھا گیا تھا۔

عجیب سماں:

مگر وہاں پہنچ کر راقم کو تو ایک اور ہی عجیب و غریب سماں نظر پڑا، دیکھتا کیاہوں کہ شیخ القرآن مرحوم (غلام اللہ، جماعتِ دیوبند میں اسی لقب سے مشہور تھا) ہو چکے ہیں۔ مولانا کا ایک پروانہ اکرم خاں ایک چارپائی پر بے ہوش پڑا ہے اور دوسرا یعنی نسیم خاں غم کی تصویر بنا مبہوت کھڑا ہے جس نے جانا تھا وہ چلا گیا تھا۔ اب کوئی ہوش میں ہو یا بے ہوش، سینہ کوٹے یا بال نوچے اُسے اس سے کیا۔

از قلم: مولانا محمد اسحاق آف دوبئی، روزنامہ جنگ پنڈی 3 جون 1980ء

نوائے وقت راولپنڈی:

راولپنڈی 28 مئی مولانا غلام اللہ خاں کو اٹک میں ان کے مدرسہ جامعہ اشاعت الاسلام میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کیلئے آج دو جگہوں راولپنڈی اور اٹک میں نماز جنازہ ہوئی۔ ہر دو مقامات پر ہزاروں عقیدت مندوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ مولانا کی میت تابوت میں تھی اور طبی مشورے کی بناء پر ان کا چہرہ نہ دکھایا گیا۔ مولانا غلام اللہ خاں کی میت حسن ابدال ہٹیاں کے راستے بعدِ دوپہر پہنچادی گئی۔ راستے میں جگہ جگہ لوگوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ اُنہوں نے بھی مولانا کی میت کا آخری دیدار کرنے کی کوشش کی

لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ مولانا کی میت جب اٹک پہنچی تو میت کو دیکھتے ہی لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگے اور جب جنازہ تدفین کیلئے مدرسہ اشاعت الاسلام لایا گیاتو لوگوں کی اور بھی بری حالت تھی۔ ان کی آہوں اور آنسوؤں میں مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔ مولانا کی میت لحد میں اتاری جانے لگی تو ان کے شاگرد اور عقیدت مند دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ طبی وجوہ کی بناء پر مولانا کی میت کے دیدار کے خواہشمند سوگواروں کو آخری دیدار نہیں کرایا گیا۔ (کیونکہ شکل مسخ ہوگئی تھی اور زبان باہر نکل گئی تھی) (36)

مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

آخری دیدار انتہائی کوششوں کے باوجود بھی کسی کو نہ ہوسکا باوجودیکہ مشتاقانِ دیدار دھاڑیں مار مار کر ادھ موئے ہوچکے تھے۔ ایسی حالتِ زار پر تو سخت سے سخت تر سنگدل کو بھی رحم آجاتا ہے لیکن یہاں کسی کو رحم نہ آیا بلکہ یہ کہہ کر ٹال دیا گیا کہ طبی وجوہ کی بناء پر آخری دیدار نہیں کرایا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دال میں کالا ضرور تھا ورنہ کیا وجہ تھی کہ بزعم خویش ساری عمر قرآن پاک کی تبلیغ کرنے اور شیخ القرآن کہلانے والے کا چہرہ بھی نہ دکھایا گیا جبکہ بیرونی ممالک سے لائی جانے والی عام لوگوں کی میت کا بھی آخری دیدار کرایا جاتا ہے۔

پردہ اُٹھتا ہے

ایسی مستند اخبارات کا غلام خان کیلئے اتنا لکھ دینا کافی ہے، سمجھدار خود

36...روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی، 29 مئی 1980ء

اندازہ لگا سکتا ہے، لیکن الحمد للہ یہ راز پردہ خفاء میں نہ رہا بالآخر بات کھل کر سامنے آگئی کہ ان دنوں دوبئی میں رہنے والے اعزہ واقارب نے غلام خان کی رازداری کا پردہ اُٹھا ہی دیا۔ چنانچہ دوبئی سے ایک خط پہنچا جو پاکستان کے ایک عزیز کو چشم دید گواہ اور غلام خان کے خوش اعتقاد نے لکھا۔ خط کا مضمون ملاحظہ ہو۔

دوبئی 1980-09-19

جناب قاضی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت نیک چاہتا ہوں۔ صورتِ احوال یہ ہے کہ اس سے پہلے جو خط میں، میں نے تازہ حالات اس وقت لکھے تھے۔ اب سارے یاد نہیں ہیں مگر آپ نے لکھا کہ مجھ سے کسی نے تحقیق کی ہے تو میں اللہ پاک کو حاضر و ناظر جان کر لکھتا ہوں کہ میں نے خود پہلے اُن کی تقریر سنی جو انہوں نے یہاں کی۔ تقریباً دو گھنٹے تک آپ تقریر کرتے رہے، ہزاروں لوگ تقریر سننے آئے ہوئے تھے۔ آپ یعنی غلام اللہ صاحب نے خوب خوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی۔ میں خود بھی ان کا مداح تھا چونکہ مذہب سے میں لاعلم ہوں، آپ بھی مجھ سے اس بارے میں ناراض رہتے تھے اور کئی بار میں نے آپ کو تحفے پیش کئے۔ آپ نے انکار کر دیا کہ میں تجھ جیسے بے ادب سے بات کرنا نہیں چاہتا، تحفہ کس طرح قبول کروں۔ آج مجھے یہ باتیں یاد ہیں، گاؤں آکر آپ سے معافی مانگوں گا، تو تقریر کرتے ہوئے انہیں دل پر دورہ پڑا اور انہیں ہسپتال لایا گیا۔ وہ پلنگ سے اُچھل کر چھت تک جاتے اور پھر زمین پر آپڑتے۔ ڈاکٹر سب

کمرہ چھوڑ کر بھاگ گئے، میں چھپ کر دیکھتا رہا اور کانپتا رہا۔ اس کشمکش میں تقریباً ایک گھنٹہ گزرا، پھر خاموشی ہوگئی کوئی اندر جانے کو تیار نہ تھا۔ میں نے ڈاکٹر کو بلایا، جیسے ہی کافی آدمی اکٹھے اندر گئے تو دیکھا کہ ان کا رنگ سیاہ پڑ چکا ہے زبان منہ سے باہر لٹک رہی تھی اور آنکھیں باہر اُبل آئی تھیں۔ اُنہیں غسل دینے کو کوئی تیار نہیں تھا۔ مجبوراً اسی طرح پیٹی میں بند کر کے پاکستان بھیج دیا گیا، میں تین چار دن بیمار رہا اور اُٹھ اُٹھ کر بھاگتا تھا، پھر توبہ استغفار پڑھی اور میں کچھ ٹھیک ہوا۔

یہ تھی اُن کی تقریر اور انجام۔ خدا کی لاٹھی بے آواز تھی، کام کر گئی۔

باقی باتیں خود آکر سناؤں گا۔ دسمبر میں آنے کا ارادہ ہے۔ یہ خط قاضی صاحب کو دے دینا، گھر میں سب سے فرداً فرداً سلام۔

فقط والسلام تمہارا بھائی۔ مختیار احمد[37]

37...ماخوذ از گستاخوں کا برا انجام، ص73 تا78

تیسرا باب

عاشقانِ رسول کی قبریں

مٹی مشک بن گئی

أخرج ابن سعد وأبونعیم، من طریق محمد بن المنکدر عن محمد بن شرحبیل بن حسنة قال: قبض إنسان یومئذ بیده من تراب قبره قبضة فذهب بها، ثم نظر إلیها بعد ذلك فإذا هی مسك، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "سبحان الله، سبحان الله"، حتی عرف ذلك فی وجهه، فقال: "الحمد لله، لو کان أحد ناجیا من ضمة القبر لنجا منها سعد، ضم ضمة ثم فرج الله عنه"۔

محمد بن شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص نے دفن کے دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے خوشبو آنے لگی جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے سبحان اللہ! سبحان اللہ! فرمایا، اور مسرت کے آثار آپ کے رخسارِ انور پر نمودار ہو گئے پھر فرمایا: اگر کوئی قبر کے دبانے سے بچتا تو ضرور سعد اس سے بچ جاتے مگر قبر نے انہیں ایک مرتبہ دبایا پھر اللہ

پاک نے قبر کشادہ کردی۔[38]

ابو عبد اللہ محمد بن سعد بغدادی المعروف ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:230ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب "الطبقات الکبری" میں صحابیِ رسول حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

أخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني سعيد بن محمد بن أبي زيدٍ عن ربيح بن عبد الرحمن بن أبي سعيدٍ الخدري عن أبيه عن جده قال: كنت أنا ممن حفر لسعدٍ قبره بالبقيع وكان يفوح علينا المسك كلما حفرنا قترةً من ترابٍ حتى انتهينا إلى اللحد۔

قال: أخبرنا يزيد بن هارون قال: أخبرنا محمد بن عمرٍو عن محمد بن المنكدر عن محمد بن شرحبيل بن حسنة أن رجلا أخذ قبضةً من تراب قبر سعدٍ يوم دفن ففتحها بعد فإذا هي مسكٌ۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میں بھی ان افراد میں شامل تھا جنہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر بقیع شریف میں کھودی تھی تو ہم جب بھی مٹی کھودتے تھے تو مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی اور لحد بنانے تک یہی معاملہ رہا"۔

اور محمد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "کسی شخص نے دفن کے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی مٹھی میں لے لی اور چلا گیا بعد میں

38...شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، ج3، ص99

جب اسے دیکھا تو وہ مشک بن گئی تھی"۔[39]

قبر بقعہ نور بن گئی

امام ابو داود نے اپنی سنن میں باقاعدہ ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہی یہ ہے کہ "باب فی النور یُری عند قبر الشهيدِ" شہید کی قبر کے پاس دکھائی دینے والے نور سے متعلق باب۔ اسی باب کے تحت ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن عمرٍو الرازي، حدثنا سلمة يعني ابن الفضل، عن محمد بن إسحاق، حدثني يزيد بن رومان، عن عروة، عن عائشة قالت: «لما مات النجاشي كنا نتحدث أنه لا يزال يرى على قبره نورٌ» ۔[40]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ہم آپس میں یہ تذکرہ کرتے تھے کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور دکھائی دیتا ہے۔

سندِ حدیث پر کلام

محقق شعیب ارنؤوط اس حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"إسناده حسن۔ سلمة بن الفضل۔ وهو الأبرش۔ أثبت الناس في

39...الطبقات الکبری، ج3، ص329

40...ابو داؤد، ج3، ص23

ابن إسحاق۔ وقد صرح ابن إسحاق بسماعه فانتفت مظنة تدليسه هنا"۔
یعنی اس روایت کی سند حسن ہے۔ سلمہ بن الفضل نام کے راوی جو اس سند میں ہیں وہ "ابرش" ہیں۔ سیرۃ ابن اسحاق کے راویوں میں سب سے زیادہ مضبوط حافظے والے راوی ہیں۔ اور ابن اسحاق نے ان سے روایت سننے کی صراحت کی ہے۔ لہٰذا یہاں تدلیس کا گمان منتفی (ختم) ہو گیا۔(41)

حضرت علامہ علی بن سلطان محمد القاری (التوفی 1014ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ نور دیکھا جانے والا معاملہ ہمارے مابین مشہور تھا۔ اور ہم میں سے جس نے یہ نور دیکھا اس سے مذکور تھا۔ اور ہمارا جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہیں ہے۔ تو قریب ہے کہ یہ واقع متواتر ہو۔"(42)

مفسرِ شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں:

"نجاشی کا انتقال سن 9ھ فتح مکہ سے پہلے حبشہ میں ہوا، جبریل امین نے ان کی لاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دی حضور علیہ السلام نے غائبانہ جنازہ پڑھا، بہت عرصہ تک ان کی قبر سے انوار نکلتے تھے جس سے رات میں سارا جنگل جگمگا جاتا تھا۔"(43)

41... سنن ابی داود، ج4، ص177

42... مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج10، ص289، تحت الحدیث:5947

43... مراٰۃ المناجیح شرح، مشکوۃ المصابیح، ج2، ص131

ابوزکریا یحیی بن یحیی تمیمی نیشاپوری رحمہ اللہ کی قبر منارہ نور

سن 142ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے، کثیر بن سلیم سمیت کئی تابعین سے آپ کی ملاقات اور اخذِ روایت ثابت ہے۔ ذہبی نے آپ کو شیخ الاسلام و حافظ الحدیث قرار دیا ہے۔ آپ کی فضیلت و عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر امام بھی ساری زندگی آپ کی زیارت کے مشتاق رہے۔

جیسا کہ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی 748ھ) آپ علیہ الرحمہ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:

"شیخ الإسلام، وعالم خراسان أبوزکریا التمیمی المنقری النیسابوری الحافظ۔۔۔لقی صغاراً من التابعین، منهم: کثیر بن سلیم۔ وأخذ عنه۔ ولد یحیی بن یحیی: سنة اثنتین وأربعین ومائة۔ قال عبد الله بن أحمد بن حنبلٍ: سمعت أبی کثیراً ما یقول: وددت أنی رأیت یحیی بن یحیی النیسابوری۔"(44)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی خدمت کی برکت سے اللہ پاک نے انہیں کس قدر نوازا اور ان کی قبر کو کیسے انوار سے بھر دیا، امام حاکم فرماتے ہیں:

سمعت أبی: سمعت أبا عمرو العمروی والی البلد یقول: بینا أنا نائمٌ

44...سیر اعلام النبلاء، ج9، ص، 195-196-198

ذات ليلة على السطح إذ رأيت نوراً يسطع إلى السماء من قبرٍ في مقبرة الحسين كأنه منارة بيضاء، فدعوت بغلام لي رامٍ، فقلت: ارم ذاك القبر الذى يسطع منه النور۔ ففعل فلما أصبحت، بكرت بنفسى، فإذا النشابة فى قبر يحيى بن يحيى ۔ رحمة الله عليه۔

ترجمہ: میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابو عمر والعمروی جو والیِ شہر تھے ان سے سنا کہ میں ایک رات چھت پر سویا ہوا تھا۔ میں نے ایسا نور دیکھا جو مقبرۃ الحسین نامی قبرستان کی ایک قبر سے آسمان کی طرف بلند تھا۔ جیسے کوئی سفید منارہ ہو تو میں نے اپنے تیر انداز غلام کو بلایا اور اس سے کہا: اس قبر پر تیر مارو جہاں سے نور بلند ہو رہا ہے (تاکہ نشانی رہے اور صبح کے اجالے میں اس نورانی قبر کی تعیین ہو سکے) تو اس غلام نے ایسا ہی کیا جب صبح ہوئی تو میں جلدی سے وہاں گیا تو دیکھا یحیی بن یحیی کی قبر میں وہ تیر موجود تھا۔[45]

مغفرت کا پروانہ

قال محمد بن عبد الوهاب: وسمعت الحسين بن منصورٍ سمعت عبد الله بن طاهرٍ الأمير يقول: رأيت فى النوم فى رمضان كأن كتاباً أدلى من السماء فقيل لى: هذا الكتاب فيه اسم من غفر له فقمت فتصفحت فيه، فإذا فيه: بسم الله الرحمن الرحيم يحيى بن يحيى۔[46]

45... سیر اعلام النبلاء، ج9، ص199

46... سیر اعلام النبلاء، ج9، ص199

محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں: میں نے حسین بن منصور کو اور انہوں نے عبد اللہ بن طاہر امیر کو فرماتے سنا: میں نے رمضان میں خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک رقعہ میری طرف بھیجا گیا اور مجھ سے کہا گیا کہ اس رقعہ میں اس شخص کا نام ہے جس کی مغفرت کر دی گئی ہے، میں نے رقعہ کھول کر دیکھا تو اس میں بسم اللہ شریف کے بعد یحییٰ بن یحییٰ کا نام لکھا تھا۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کی قبرِ انور

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی 748ھ) لکھتے ہیں:

قال محمد بن أبي حاتم: سمعت أبا منصور غالب بن جبريل۔۔۔ فلما دفناه فاح من تراب قبره رائحةٌ غاليةٌ أطيب من المسك فدام ذلك أياماً ثم علت سواري بيضٌ في السماء مستطيلةٌ بحذاء قبره فجعل الناس يختلفون ويتعجبون، وأما التراب فإنهم كانوا يرفعون عن القبر حتى ظهر القبر، ولم نكن نقدر على حفظ القبر بالحراس، وغلبنا على أنفسنا، فنصبنا على القبر خشباً مشبكاً، لم يكن أحدٌ يقدر على الوصول إلى القبر، فكانوا يرفعون ما حول القبر من التراب، ولم يكونوا يخلصون إلى القبر وأما ريح الطيب فإنه تداوم أياماً كثيرةً حتى تحدث أهل البلدة، وتعجبوا من ذلك وظهر عند مخالفيه أمره بعد وفاته، وخرج بعض مخالفيه إلى قبره وأظهروا التوبة، والندامة مما كانوا شرعوا فيه من مذموم المذهب۔

ترجمہ: محمد بن ابی حاتم نے فرمایا کہ میں نے ابو منصور غالب بن جبریل سے سنا: جب ہم نے امام بخاری کی تدفین کی تو قبر کی مٹی سے مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ خوشبو پھوٹی۔ اور کئی روز تک یہ خوشبو آتی رہی۔ اور قبر کے گرد آسمان کی طرف سفید رنگ کے ستون بلند ہو گئے اور لوگ قبر کے گرد جمع ہو گئے اور تعجب کرنے لگے۔ اور قبر سے مٹی اٹھا کر لے جانے لگے یہاں تک کہ قبرِ انور ظاہر ہو گئی۔ اور ہم پہرہ داروں کے ذریعے بھی قبر کی حفاظت کرنے پر قادر نہ ہو سکے تو ہم نے قبر کے گرد لکڑی کی باڑ لگا دی تو اب کوئی قبر تک نہیں جا سکتا تھا۔ تو لوگ قبر کے ارد گرد والی مٹی اٹھا کر لے جانے لگے۔ یہ پاکیزہ خوشبو کئی روز تک آتی رہی اور لوگ آپس میں اس کا تذکرہ اور تعجب کرتے تھے۔ اور امام بخاری کے مخالفین پر امام بخاری کی شان آپ کی وفات کے بعد ظاہر ہو گئی اور بعض مخالفین آپ کی قبرِ انور پر آئے اور توبہ کا اظہار کیا۔ (47)

عبد اللہ بن غالب علیہ الرحمہ کی قبرِ انور

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 256ھ) اپنی کتاب "التاریخ الاوسط" میں فرماتے ہیں:

یوجد من تراب قبرہ ریح المسك۔ یعنی ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

47...سیر اعلام النبلاء، ج10، ص319

مزید فرماتے ہیں: مالک بن دینار علیہ الرحمہ نے فرمایا:

قال عطاء فحدثنی مالك بن دینار قال أخذت من تراب قبره فجعلته فی قدح ثم غسلت القدح بالماء فوجدت منه ریح المسك۔

یعنی میں نے ان کی قبر سے مٹی لے کر برتن میں رکھی پھر اس کو پانی سے دھو دیا مگر پھر بھی اس برتن سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔(48)

ابو الحجاج، جمال الدین یوسف بن عبد الرحمٰن المزی (متوفی742ھ) تہذیب الکمال میں نقل فرماتے ہیں:

فكان الناس يأخذون من تراب قبره كأنه مسك يصرونه فی ثيابهم۔

ترجمہ: لوگ اس قبر کی مٹی لے کر اپنے کپڑوں پر لگاتے تھے۔ گویا کہ وہ کستوری کی مانند تھی۔(49)

عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی بن سرور علیہ الرحمہ کی قبرِ انور

زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب حنبلی رحمہ اللہ (التوفی:795ھ) اپنی کتاب "ذیل طبقات حنابلہ" میں لکھتے ہیں:

"قال الضياء: سمعت أبا إسحاق إبراهيم بن محمود البعلی قال: جاء قوم من التجار إلی الشيخ العماد ـ وأنا عنده ـ فحدثوه أن النور يری

48...التاریخ الاوسط، ج1، ص316

49... تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، جزء15، ص421

علی قبر الحافظ عبد الغنی کل لیلة أو کل لیلة جمعة ۔"

ترجمہ: حافظ ضیاء علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے ابو اسحاق ابراہیم بن محمود البعلی سے سنا کہ میں شیخ عماد علیہ الرحمہ کے پاس موجود تھا کہ تاجروں کی ایک جماعت ان کے پاس آئی اور انہوں نے بتایا کہ حافظ عبد الغنی علیہ الرحمہ کی قبر پر ہر شب جمعہ کو یا ہر رات کو نور دکھائی دیتا ہے۔[50]

ابُوعبد العزیز موسیٰ بن عبیدہ بن نسطاس علیہ الرحمہ کی قبر انور

مشہور محدث امام ابن حبان علیہ الرحمہ (المتوفی354ھ) اپنی کتاب "المجروحین" میں فرماتے ہیں:

"وقد قیل بالمدینة سنة ثلاث وخمسین ومائة وجعلوا یجدون المسك یفوح من قبرہ۔"

ترجمہ: ایک قول کے مطابق ان کا وصال 153ھ میں مدینہ شریف میں ہوا اور لوگوں نے ان کی قبر سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہوئی پائی۔[51]

یحییٰ بن عمر بن یوسف الکنانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک

ابو الفضل قاضی عیاض مالکی "صاحب الشفا" علیہ الرحمہ (المتوفی 544ھ) تحریر فرماتے ہیں:

50...ذیل طبقات حنابلہ، ج2، ص31

51...المجروحین، ج2، ص241

"ولما هدمت القبور لإنشاء السلطان المراكب الى صقلية، لم يهدم قبريحيى، فكلم في ذلك بعض السودان، فقال: رأيت على قبره نوراً عظيماً۔"

ترجمہ: جب بادشاہ کی طرف سے صقلیہ میں مراکب بنانے کے لیے قبور منہدم کی گئیں۔ تو حضرت یحییٰ علیہ الرحمہ کی قبر منہدم نہ ہوئی تو کسی سوڈانی نے ان کے متعلق کہا: میں نے ان کی قبر پر عظیم نور دیکھا ہے۔[52]

صالح بن عمر بن ابو بکر البریہی شافعی رحمہ اللہ کی پُر نور قبر

علامہ محمد یوسف الجندی یمنی (المتوفی 732ھ) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"وفی کل لیلۃ یری علی قبرہ نورا صاعدا الی السماء حتی یظن الجاهل له ان ثم نارا توقد، بذلك اخبر من شاهده مرارًا۔"

ترجمہ: صالح بن عمر کی قبر سے ہر رات آسمان کی طرف نور بلند ہوتا تھا کہ انجان شخص دیکھ کر سمجھتا کہ شاید وہاں آگ روشن ہے۔ مجھے یہ واقعہ اس شخص نے بتایا ہے جس نے کئی بار اس نور کا مشاہدہ کیا ہے۔[53]

انہی صالح بن عمر کے بارے میں ابو الحسن علی بن حسن بن ابی بکر خزرجی زبیدی (المتوفی 812ھ) لکھتے ہیں:

"کان فقیهاً بارعاً فاضلاً عالماً محققاً مدققاً متقناً والیه انتهت

52...ترتیب المدارک وتقریب المسالک، ج4، ص363

53...السلوک فی طبقات العلماء والملوک، ج2، ص238

رئاسة الفنون بعده فی ذی السفال۔"

ترجمہ: آپ علیہ الرحمہ فقیہ، فاضل، عالم، محقق، مدقق، متقن تھے۔ اور ذی السفال[54] کے علاقے میں ان پر علوم وفنون کی بادشاہت ذی السفال سے رخصت ہوگئی۔[55]

عبد الرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نورانی قبر

ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد السہیلی (متوفی 581ھ) علیہ الرحمہ اپنی کتاب "الروض الانف" میں فرماتے ہیں:

"وقع فی کتب التاریخ من أن عبد الرحمن بن ربیعة أخا سلمان بن ربیعة الذی یقال له ذو النور وکان علی باب الأبواب فقتله الترك زمان عمر فهو لا یزال یری علی قبره نورٌ۔"

ترجمہ: تاریخ کی کتب میں ہے کہ صحابی رسول عبد الرحمٰن بن ربیعہ جو کہ سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ ان کو ذوالنور کہا جاتا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب آپ بَاب الابواب پر تھے ترکوں نے آپ کو شہید کیا۔ آپ کی قبر پر ہمیشہ نور دکھائی دیتا تھا۔[56]

54...یمن کی ایک بستی کا نام ہے۔

55...العقود اللؤلؤیۃ فی تاریخ الدولۃ الرسولیۃ، ج1، ص413

56...الروض الانف، ج3، ص243

عبد الرحمٰن بن قیس حنفی علیہ الرحمہ کی روشن قبر

ان کا لقب ہامان تھا، ان کے متعلق ابو القاسم اسماعیل بن محمد اصبہانی (المتوفی 535ھ) فرماتے ہیں:

"وأمر به الحجاج أن یصلب فرئی علی خشبته یسبح ویکبر ویعقد بیدہ حتی بلغ تسعا وعشرین، فرئی بعد شهر معقودا بیدہ تسعا وعشرین، وکان یری عندہ الضوء باللیل مثل السراج۔"

ترجمہ: حجاج نے ان کو سولی چڑھانے کا حکم دیا تو آپ تختہ دار پر تسبیح پڑھ رہے تھے اور انگلیوں پر تسبیح شمار کر رہے تھے اور 29 تسبیحات پڑھی تھیں (کہ سولی دے دی گئی)۔ وفات کے ایک ماہ بعد دیکھا گیا تو آپ کی انگلی وہاں ہی رُکی ہوئی تھی۔ آپ کی قبر انور کے پاس رات کے وقت چراغ کی طرح روشنی دکھائی دیتی تھی۔[57]

قبر میں خوشبو و تلاوتِ قرآن

زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی (المتوفی: 795ھ) علیہ الرحمہ اپنی کتاب "اھوال القبور" میں چند واقعات تحریر فرماتے ہیں:

"عن عبد الله بن محمد عن منصور حدثنی إبراهیم الحفار قال

57... سیر السلف الصالحین، ج1، ص892

حفرت قبرا فبدت لبنة فشممت رائحة المسك حين انفتحت اللبنة فإذا شيخ جالس فی قبرہ یقرأ القرآن۔"

ترجمہ: عبداللہ بن محمد، منصور سے اور وہ ابراہیم جو قبریں کھودتے تھے، ان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کھودی تو قبر کی اینٹ ظاہر ہو گئی اور مشک کی خوشبو آنے لگی۔ جب میں نے اینٹ ہٹا کر دیکھا تو ایک بزرگ بیٹھے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔(58)

ابن ابی الدنیا کی گواہی

"روی ابن أبی الدنیا فی کتاب "الرقة والبکاء" بإسنادہ مسکین بن بکیرة أن ورادا العجلی لما مات فحمل إلی حفرته نزلوا لیدلوہ فی حفرته فإذا اللحد مفروش بالریحان فأخذ بعضهم من ذلك الریحان فمکث الناس من ذلك فأخذہ الأمیر وفرق الناس خشیة الفتنة ففقدہ الأمیر من منزله لایدری کیف ذهب۔"

ترجمہ: ابن ابی دنیا اپنی کتاب "الرقۃ والبکاء" میں اپنی سند سے مسکین بن بکیرہ سے راوی ہیں کہ ورادا لعجلی علیہ الرحمہ کا جب انتقال ہوا تو جو لوگ قبر میں تدفین کے لیے اترے انہوں نے دیکھا کہ لحد میں پھول بچھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ حضرات نے ان پھولوں میں سے کچھ لے لیے اور پاس رکھ لئے۔

58...اھوال القبور، ص70

لوگ وہیں کھڑے تھے کہ امیر شہر نے سب سے پھول لے لئے اور کسی قسم کا فتنہ نہ ہو اس لئے لوگوں کو منتشر کر دیا۔(امیر وہ پھول لے کر گھر آیا) مگر وہ امیر کے گھر سے ایسے غائب ہوئے کہ پتاہی نہ چلا کہ کہاں گئے اور کیسے گئے۔(59)

خطیب بغدادی کا مشاہدہ

”وروی أبو بکر الخطیب بإسنادہ عن محمد بن مخلد الدوری الحافظ قال ماتت أمی فنزلت ألحدھا فانفرجت لی فرجۃ عن قبر بقربھا فإذا رجل علیہ أکفان جدد وعلی صدرہ طاقۃ یاسمین طریۃ فأخذتھا فشممتھا فإذا ھی أزکی من المسك وشمھا جماعۃ کانوا معی ثم رددتھا إلی موضعھا وسددت الفرجۃ۔“

حافظ ابو بکر خطیب بغدادی اپنی سند سے حافظ محمد بن مخلد الدوری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب میری ماں کا انتقال ہوا تو میں ان کی تدفین کے لیے لحد میں اترا تو قریبی قبر میں ایک سوراخ ہو گیا تو دیکھا کہ اس میں ایک شخص بالکل نیا کفن پہنے موجود ہے اور اس کے سینے پر چنبیلی کے تازہ پھولوں کا ایک ہار ہے۔ میں نے اس کو پکڑ کر سونگھا تو مشک سے پاکیزہ خوشبو آرہی تھی۔ اور میرے ساتھ موجود کئی لوگوں نے اس کو سونگھا۔ پھر میں نے واپس رکھ کر سوراخ بند کر دیا۔(60)

59...الرقۃ والبکاء، ص 193

60...اھوال القبور، ص 70، کتاب فصل الخطاب فی الزھد والرقائق والآداب، ج 2، ص 242

ابن جوزی رحمہ اللہ کا نظریہ

”وروی أبو الفرج ابن الجوزی من طریق أبی جعفر السراج عن بعض شیوخه قال: کشف قبر بقرب الإمام أحمد وإذا علی صدر المیت ریحانة تهتز۔“

ترجمہ: ابو الفرج ابن جوزی علیہ الرحمہ نے ابو جعفر سراج سے اور وہ اپنے بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی قبر انور کے قریب ایک قبر کھل گئی تو اس میت کے سینے پر پھول جھوم رہے تھے۔(61)

دوسری شہادت

یہی ابنِ جوزی علیہ الرحمہ اپنی تاریخ ”المنتظم“ میں ذکر کرتے ہیں:

”أن فی سنة ست وسبعین ومائتین انفرج تل فی أرض البصرة بعرق تل شقیق عن سبعة أقبر فی مثل الحوض وفیها سبعة أنفس أبدانهم صحیحة وأکفانهم یفوح منها رائحة المسك أحدهم شاب، وفیها سبعة أنفس شفتیه بلل، کأنه شرب ماء وکأن عینیه مکحلتان وله مذبة فی خاصرته وأراد بعض من حضر أن یأخذ من شعره شیئا فإذا هو قوی کشعر الحی۔“

ترجمہ: سنہ 276ھ میں بصرہ کی زمین پر ایک ٹیلے کی مٹی گر گئی۔ اس میں سات اشخاص کی قبور موجود تھیں جن کے بدن سلامت تھے اور کفن سے مشک

61...اھوال القبور، ص 121

کی خوشبو آ رہی تھی۔ ان میں ایک نوجوان تھے جن کے ہونٹوں پر ایسی تری موجود تھی جیسے انہوں نے ابھی پانی پیا ہو اور آنکھوں میں گویا سرمہ لگا ہو اور پہلو میں زخم تھا۔ بعض حاضرین نے ان کے بالوں کو پکڑا تو ایسے مضبوط تھے جیسے زندہ شخص کے ہوں۔[62]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر انور

علامہ محمد بن احمد فاسی (المتوفی: 832ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

"وأخبرني غير واحد، أنه يشم من قبره رائحة المسك۔"

ترجمہ: مجھے کئی افراد نے بتایا کہ انہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر انور سے مشک کی خوشبو سونگھی ہے۔[63]

حضرت ماشطہ، ان کی بیٹی اور داماد کی خوشبودار قبر

ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"عن أبي بن كعبٍ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه ليلة أسرى به وجد رائحةً طيبةً فقال يا جبريل ما هذه الرائحة الطيبة قال هذه ريح

62...احوال القبور، ص 121

63...العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین، ص 347، جزء 4

قبرالماشطة وابنتها وزوجها۔"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جب معراج کرائی گئی تو اس رات آپ نے پاکیزہ خوشبو پائی تو جبریل امین علیہ السلام سے استفسار فرمایا کہ یہ پاکیزہ خوشبو کیسی ہے تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی یہ حضرت ماشطہ، ان کی بیٹی اور شوہر کی قبر کی خوشبو ہے۔(64)

اصحاب کہف کی روشن خوشبودار قبریں

علامہ زکریا بن محمد بن محمود قزوینی (المتوفی 682ھ) "افسوس" شہر کے متعلق فرماتے ہیں:

"مدينة مشهورة بأرض الروم، وهي مدينة دقيانوس الجبار الذي هرب منه أصحاب الكهف، وبين الكهف والمدينة مقدار فرسخين على الكهف مسجد يستجاب فيه الدعاء، يقصده الناس، وأهل المدينة يرون بالليل على الكهف نوراً عظيماً، ويعرفون أن ذلك النور من سكان الكهف۔"

ترجمہ: روم کی سرزمین میں ایک مشہور شہر "افسوس" ہے یہی دقیانوس ظالم بادشاہ کا شہر ہے جس کی وجہ سے اصحابِ کہف شہر چھوڑ کر غار میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ غار اور شہر کے مابین دو فرسخ کا فاصلہ ہے، غار پر ایک مسجد ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ لوگ اس قصد سے وہاں حاضری دیتے ہیں

64...البدایہ والنہایہ، ج1، ص430

اور شہر کے لوگ ہر رات غار پر ایک عظیم نور دیکھتے ہیں، اور جانتے ہیں کہ یہ نور ان اصحابِ کہف کی وجہ سے ہے۔(65)

شہدائے احد کی نورانی وروشن قبریں

"دلائل النبوۃ" کے مصنف علامہ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (458ھ) فرماتے ہیں:

"یقال إن معاویة لما أراد أن یجری الکظامة نادی منادیه بالمدینة: من کان له قتیلٌ بأحدٍ فلیشهد، فخرج الناس إلی قتلاهم فوجدوهم رطابًا یتثنون، فأصابت المساحة رجل رجلٍ منهم فانثعب دمًا، فقال أبو سعیدٍ الخدری: لاینکر بعد هذا منکر، ووجد عبد الله بن عمرٍو، وعمرو بن الجموح فی قبر واحدٍ، فحولا. وذلك أن القناة کانت تمر علی قبرهما، ووجد خارجة بن زید بن أبی زهیرٍ وسعد بن الربیع فی قبرٍ واحدٍ فترکاولقد کانوا یحفرون التراب فحفروا نثرةً من ترابٍ، ففاح علیهم ریح المسك۔"

کہا جاتا ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر جاری کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی طرف سے مدینہ شریف میں منادی نے ندا دی: جس کا کوئی رشتہ دار احد میں مدفون ہے وہ حاضر ہو جائے تو لوگ اپنے شہید رشتہ داروں کے پاس حاضر ہو گئے تو ان شہدا کے اجسام کو تروتازہ پایا۔ان شہداء میں سے کسی ایک کے پاؤں کو

65... آثار البلاد واخبار العباد، ص298-499

پھاوڑا لگ گیا جس سے خون بہنے لگا تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ اب تو کوئی منکر انکار نہ کر سکے گا۔ عبد اللہ بن عمرو اور عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما ایک قبر میں مدفون تھے۔ تو ان کو وہاں سے منتقل کر دیا گیا۔ اس لئے کے نہر اِن دونوں کی قبر پر سے گزر رہی تھی۔ خارجہ بن زید بن ابی زہیر اور سعد بن ربیع بھی ایک قبر میں مدفون تھے تو ان کو وہیں پر رہنے دیا گیا۔ جب لوگ مٹی کھود رہے تھے تو تھوڑی سی مٹی کھودنے کے بعد مشک کی خوشبو پھیل گئی تھی۔[66]

حضرت حذیفہ و حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی مبارک قبور

حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے راز دار صحابی رضی اللہ عنہ کے طور پر مشہور ہیں۔ حدیث پاک میں ہے:

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان رازوں کو جانتے ہیں جنہیں اور کوئی نہیں جانتا۔"[67]

شاہِ عراق کو صحابیِ رسول حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ نے برابر دو رات خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا: کہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مزار میں نمی آنا شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم دونوں کو اصل مقام سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلے پر دفن کر دیا جائے۔

اُمورِ سلطنت میں انہماک کے باعث شاہِ عراق یہ خواب قطعی بھول گئے۔

66... دلائل النبوۃ، ج3، ص294

67... صحیح البخاری، حدیث:6278، ج4، ص182

تیسری شب حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ نے عراق کے مفتیِ اعظم کو خواب میں یہی ہدایت کی۔ چنانچہ مفتیِ اعظم عراق نے وزیرِ اعظم کے ساتھ بادشاہ سے ملاقات کی اور خواب سنایا۔ مفتیِ اعظم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مزارات کو کھولنے اور ان کو منتقل کرنے کا فتویٰ دیدیا جو اخبارات میں شائع کر دیا گیا۔ اس موقع پر انتہائی محتاط اندازے کے مطابق کم و بیش پانچ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ بروز پیر شریف بارہ بجے کے بعد لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزاراتِ مقدسہ کھولے گئے تو معلوم ہوا کہ مزار میں نمی پیدا ہو چکی تھی۔ پہلے حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ کے جسمِ مبارکہ کو کرین کے ذریعے زمین سے اس طرح اوپر اٹھایا گیا کہ ان کا مقدس جسم کرین پر نسب کئے ہوئے اسٹریچر پر خود بخود آگیا۔ جسمِ مبارک کو بڑے احترام سے ایک شیشے کے تابوت میں رکھا گیا۔ اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو مزار سے باہر نکالا گیا۔ الحمد للہ دونوں اصحاب رسول کے اجسامِ مقدسہ اور کفن حتیٰ کہ ریش ہائے مبارک (داڑھی کے بال) تک بالکل صحیح سلامت تھے۔ بلکہ اجسامِ مقدسہ کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ شاید انہیں رحلت فرمائے ہوئے دو تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا۔

پوری دنیا سے آنے والے لاکھوں زائرین کی موجودگی میں حضرت حذیفہ الیمانی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارک کی منتقلی کا یہ واقعہ

غالباً 20 ذوالحجہ 1351 ہجری میں پیش آیا۔ (یہ ایمان افروز واقعہ تقریباً 25،20 سال کے دوران بارہا اردو اخبارات وجرائد میں شائع ہوتا رہا ہے۔)

شیخ سلیمان جزولی علیہ الرحمہ کی مشکبار قبر

علامہ مہدی الفاسی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: دلائل الخیرات شریف کے مصنف حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی بدنصیب حاسد نے زہر کھلا دیا اور آپ نمازِ فجر کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ میں یا دوسری رکعت کے پہلے سجدے میں انتقال فرما گئے مقام سوس میں اسی دن تدفین عمل میں لائی گئی۔ 77 برس کے بعد لوگ آپ کے جسمِ مقدس کو مزار مبارک سے نکال کر مراکش لے آئے، آپ کا کفن سلامت اور بدن بالکل زندوں کی طرح تر و تازہ اور نرم تھا کسی نے آپ کے رخسار مبارک پر انگلی رکھی تو زندہ آدمیوں کی طرح بدن میں خون کی روانی کی سرخی ظاہر ہوئی اور چہرہ انور پر اس خط بنوانے کا نشان بھی باقی تھا، جو وفات سے قبل آپ رضی اللہ عنہ نے بنوایا تھا۔ آپ سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے شیخ تھے اور آپ کے بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ مریدین تھے۔

16 ربیع النور 870ھ کو آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ مزار مبارک مراکش میں مرجعِ خلائق ہے۔ آج بھی آپ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔ لوگ بکثرت آپ کے مزار فائض الانوار پر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں۔[68]

68... مطالع المسرات، ص4

چوتھاباب

عاشقانِ صحابہ واولیاء کی قبریں

قبر میں سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا وسیلہ

ایک شخص کا بیان ہے: ''میرے اُستاذ کے ایک ساتھی فوت ہوگئے۔ استاد صاحب نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مافَعَلَ الله بِكَ؟یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ کیا؟''جواب دیا: ''اللہ پاک نے میری مغفرت فرمادی۔''پوچھا: ''منکر نکیر کے ساتھ کیسی رہی؟''جواب دیا: اُنہوں نے مجھے بٹھا کر جب سُوالات شروع کئے، اللہ نے میرے دل میں ڈالا اور میں نے فرِشتوں سے کہہ دیا: ''سیدنا ابو بکر و فاروق رضی اللہ عنہما کے واسطے مجھے چھوڑ دیجئے۔'' یہ سُن کر ایک فرِشتے نے دوسرے سے کہا: ''اس نے بڑی بزرگ ہستیوں کا وسیلہ پیش کیا ہے لہٰذا اس کو چھوڑ دو۔'' چُنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور تشریف لے گئے۔(69)

ولی اللہ کے قرب کی برکت

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ (المتوفی:1340ھ) فرماتے ہیں:

69...شرح الصدور، ص141

میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کو فرماتے سنا: ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا۔ دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں۔ اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی، دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں، اب جو دیکھیں تو دو اَژدھے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اس کا منہ پھوڑ رہے ہیں، حیران ہوئے۔ کسی صاحب دل سے یہ واقعہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا: وہاں بھی یہ اژدہا ہی تھے مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا، وہ اژدھے درختِ گُل کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پھن گلاب کے پھول۔ اس کی خیریت چاہو تو وہیں لے جا کر دفن کرو۔ وہیں لے جا کر رکھا پھر وہی درختِ گُل تھے اور وہی گلاب کے پھول۔ [70]

امام احمد بن حنبل کی نورانی قبر

حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف ملا علی القاری علیہ الرحمہ (المتوفی: 1014ھ) عظیم عاشقِ رسول، امامِ اہلِ سنت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپ کی قبر کے احوال نقل کرتے ہیں:

"سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی وفات شریف کے 230 سال

70...ملفوظات اعلیٰ حضرت، ج1، ص270

کے بعد آپ کی قبر انور کے پہلو میں جب کسی کیلئے قبر کھودی گئی تو اتفاق سے آپ کی قبر کھل گئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ 230 برس گزر جانے کے باوجود امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا کفن صحیح وسالم اور بدن ترو تازہ تھا۔"(71)

میّتوں کے تبادلے

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حج میں میرے ساتھ ایک پنجابی بُزرگ تھے جن کا نام تھا صوفی محمد حسین، وہ مجھ سے فرمانے لگے کہ ایک بار میں شاہ عبدُالحق مہاجِر الٰہ آبادی کی خدمت میں حاضِر ہوا اور عرض کیا کہ حدیث شریف میں تو آتا ہے کہ "ہمارا مدینہ بھٹی ہے جیسے کہ بھٹی لوہے کے مَیل کو نکال دیتی ہے ایسے ہی زمینِ مدینہ نااَہل کو اپنے سے نکال دیتی ہے" حالانکہ مُرتَد اور منافق بھی مدینۂ پاک میں مر کر یہاں ہی دَفْن ہو جاتے ہیں پھر اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ شاہ صاحِب نے مجھے کان پکڑ کر نکلوا دیا! میں حیران تھا کہ مجھے کس قُصور میں نکالا گیا! رات کو خواب میں دیکھا کہ مدینۂ منورہ کے قبرِستان یعنی جنتُ البقیع میں کُھدائی ہو رہی ہے اور اُونٹوں پر باہَر سے لاشیں آرہی ہیں اور یہاں سے باہَر جارہی ہیں میں ان لوگوں کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ وہ بولے کہ "جو نااَہل یہاں دَفْن ہو گئے ہیں اُن کو باہَر پہنچا رہے ہیں اور عُشّاقِ مدینہ کی ان لاشوں کو

71...مرقاۃ المفاتیح، ترجمۃ الامام احمد بن حنبل، ج1، ص67

جو اور جگہ دَفن ہو گئے ہیں یہاں لا رہے ہیں۔ ''دوسرے دن پھر شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: اب سمجھے! حدیث کا مطلب یہ ہے اور کل تم نے اَغیار (یعنی غیروں) میں اَسرار (یعنی بھید) پوچھے تھے جس کی تمہیں سزا دی گئی تھی۔ (72)

اس سے معلوم ہوا کہ گستاخ و بے ادب اگر جنت البقیع جیسی عظیم جگہ دفن ہو بھی جائے تو اسے وہاں سے دھتکار دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ ایسے شخص کی میت لاکر دفن کر دی جاتی ہے جو عاشقانِ صحابہ و اولیائے کرام ہو۔

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

دنیا میں جنت کے پھل کا ذائقہ چکھنے والا

استاد محترم قاری لقمان شاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ جو شہر گجرات (پاکستان) کے ایک مشہور عالمِ دین ہیں، آپ اپنے دادا جان کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

میرے دادا جی حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں ہمیں ایک بات سنایا کرتے تھے، کہتے: میں کسی گاؤں میں قرآن پاک سنانے گیا، وہاں ایک عمر رسیدہ شخص تھا جو ہر وقت پَچا کے لگاتا رہتا مجھے بہت حیرانی ہوتی، میں نے لوگوں سے

72... تفسیرِ نعیمی، ج1، ص766

اس کا سبب پوچھا تو انھوں نے بتایا: ہمارے گاؤں میں صدیوں پرانا قلعہ تھا، اس کی دیوار گری تو نیچے سے ایک قبر برآمد ہوئی، جس میں موجود ہستی کا جسم مبارک تر و تازہ تھا، منہ کھلا ہوا تھا اور اس میں سفید رنگ کا ایک ایک قطرہ ٹپک رہا تھا۔ سارا گاؤں زیارت کے لیے جمع ہو گیا، یہ بزرگ بھی ہمارے ساتھ تھے؛ انہوں نے اصرار کیا کہ میں وہ چیز ضرور چکھوں گا جس سے یہ نیک بندہ لطف اندوز ہو رہا ہے۔ ہم نے بہت منع کیا لیکن یہ باز نہ آئے اور ایک قطرہ چکھ ہی لیا۔ آج تقریباً اٹھارہ سال ہونے کو ہیں، اس قطرے کا ذائقہ ان کے منہ سے نہیں گیا، یہ جب بھی پچاکے لگاتے ہیں انہیں وہی لذت محسوس ہوتی ہے، اسی لیے بار بار محظوظ ہونے کے لیے ایسا کرتے ہیں!!

اللہ کریم ہمیں بھی اپنے اولیائے کرام کے صدقے جنت کی نہ ختم ہونے والی نعمتیں عطا فرمائے، بے شک جنت کا قطرہ قطرہ، ذرہ ذرہ بے مثال ہے۔ (73)

73... تحریراتِ لقمان، ج1، ص378

پانچواں باب

گستاخانِ صحابہ واولیاء کی قبریں

دشمنِ عثمان غنی حقیقت میں دجال کا پیروکار

حضرت سیّدُنا حُذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس امت میں سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل اور آخری فتنہ دجال کا خروج ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جس شخص کے دل میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذرہ برابر بھی خوشی ہو گی تو وہ دجال کا زمانہ پانے کی صورت میں اس کی پیروی پر مرے گا اور اگر اس کا زمانہ نہ پا سکا تو اپنی قبر میں دجال پر ایمان لائے گا۔(74)

گستاخِ عثمانِ غنی کا جنازہ

عن جابر، قال: اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بجنازة رجل ليصلى عليه فلم يصل عليه، فقيل: يا رسول الله ما رايناك تركت الصلاة على احد قبل هذا؟ قال:"إنه كان يبغض عثمان فابغضه الله"۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ اس پر نمازِ جنازہ پڑھیں تو آپ نے اس پر

74... تاریخ الخلفاء،130، تاریخ مدینہ دمشق، رقم الحدیث:4619،ج39، ص447

نماز نہیں پڑھی، آپ سے عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اس سے پہلے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی پر جنازہ کی نماز نہ پڑھی ہو؟ آپ نے فرمایا: "یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا، تو اللہ نے اسے مبغوض کر دیا"۔(75)

یہ میّت ہے کسی بے ادب کی، رحم کھانے کے قابل نہیں ہے
ان کے دشمن پہ لعنت خدا کی، رحم پانے کے قابل نہیں ہے

دشمنانِ صحابہ لعنت کے مستحق

حضرت سیّدنا خلف بن حَوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مدائن میں ایک شخص فوت ہوا، اسے کفن دے دیا گیا تو تھوڑی دیر بعد اس کے کفن میں حرکت دیکھی گئی، جب منہ سے کپڑا اہٹایا گیا تو وہ کہنے لگا:

"قومٌ مخضبةٌ لحاهم فی هذا المسجد یعنی: مسجد المدائن یلعنون أبا بکرٍ وعمر رضی الله عنهما ویتبرءون منهما، الذین جاءونی یقبضون روحی یلعنونهم ویتبرءون منهم۔"

داڑھیوں کو خضاب لگائے ہوئے کچھ لوگ اس مسجد میں بیٹھ کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہہ رہے اور لعن طعن کر رہے ہیں اور میری روح قبض کرنے کے لیے آنے والے ملائکہ ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کر رہے

75... سنن الترمذی، ج65، ص396، حدیث:3729

اور ان پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ یہ بتا کر وہ شخص دوبارہ انتقال کر گیا۔(76)

دشمنانِ صحابہ کی صحبت میں بیٹھنے کی نحوست

ابو خصیب بشیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں مدائن میں ایک قریب المرگ شخص کے پاس گیا، اس نے چاک گریبان والی قمیض پہنی ہوئی تھی، ابھی ہم وہیں تھے کہ اچانک وہ ایسے اُچھلا جس سے اس کا پیٹ بھی ننگا ہو گیا اور وہ ہائے موت! ہائے ہلاکت! پکارنے لگا، اس کے ساتھی یہ حالت دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے تو میں اس شخص کے قریب ہوا اور پوچھا:

” ما رأيت؟ وما حالك؟ فقال: صحبت مشيخةً من أهل الكوفة فأدخلوني في دينهم أو قال: في رأيهم أو أهوائهم على سب أبي بكرٍ وعمر رضي الله عنهما والبراءة منهما، قال: قلت: فاستغفر الله ولا تعد، فقال: وما ينفعني وقد انطلق بي إلى مدخلي من النار فأريته، ثم قيل لي: إنك سترجع إلى أصحابك، فتحدثهم بما رأيت، ثم تعود إلى حالتك الأولى، فما أدري أنقضت كلمته أو عاد ميتًا على حاله الأولى۔ “

یعنی یہ میں تمہاری کیسی حالت دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا: میں کوفہ کے ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھتا تھا جنہوں نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری ظاہر کرنے اور انہیں بُرا بھلا کہنے میں مجھے اپنا ہم خیال بنالیا تھا۔

76... من عاش بعد الموت لابن ابی الدنیا، ص24، رقم الحدیث:17

میں نے کہا: تم اللہ عزوجل سے معافی مانگو اور دوبارہ اس عقیدے کی طرف مت لوٹنا۔ اس نے کہا: اب مجھے اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ فرشتے ابھی مجھے میرے جہنمی ٹھکانے کی طرف لے گئے تھے جسے میں دیکھ چکا ہوں۔ پھر مجھے کہا گیا اب تم اپنے دوستوں کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اپنے انجام کی خبر دو گے اور پھر تم دوبارہ مردہ ہو جاؤ گے۔ میں نہیں جانتا اس نے اپنی بات پوری کی یا وہ دوبارہ اپنی مردہ حالت پر لوٹ گیا۔ (77)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی کرنے کی نحوست

حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ

”فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یری أحد خارج من الدنیا شاتم لأحد منهم إلا سلط اللہ علیه دابة تقرض لحمه یجد ألمه إلی یوم القیامة۔“

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی صحابی کو بُرا بھلا کہتے ہوئے دنیا سے گیا، اس پر اللہ ایک جانور مسلّط فرمائے گا جو اس شخص کا گوشت نوچے گا اور وہ اس کی تکلیف کو قیامت کے دن تک محسوس کرے گا۔ (78)

ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ

حدثنی محمد بن الحسین حدثنی أبو إسحاق صاحب الشاة قال: دعیت إلی میت لأغسله فلما كشفت الثوب عن وجهه إذا بحیة قد تطوقت

77... من عاش بعد الموت لابن ابی الدنیا، ص26، رقم الحدیث:19

78... کتاب القبور لابن ابی الدنیا، رقم الحدیث:130، ص 121

علی حلقه فذکر من عظمها قال فخرجت ولم أغلسه قال ذکروا أنه کان یشتم السلف۔

حضرت سیِّدنا ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا، جب میں نے اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھا کہ اس کی گردن میں ایک سانپ لپٹا ہوا تھا، لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں بکا کرتا تھا۔(79)

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام

حضرت سیِّدنا امام اَعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قال خری رجل علی قبر الحسن فجن فجعل ینبح کما تنبح الکلاب قال فمات فسمع من قبرہ یعوی ویصیح۔"

ترجمہ: ایک شخص نے حضرتِ سیِّدُنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی مبارک قبر پر پیشاب کر دیا تو وہ پاگل ہو گیا اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا، پھر وہ مر گیا لیکن اس کی قبر سے چیخنے اور بھونکنے کی آواز سنی گئی۔(80)

امام حسین رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام

حضرت سیِّدُنا یزید بن ابو زیاد اور حضرت سیِّدُنا عمارہ بن عمیر رحمۃ اللہ

79... کتاب القبور لابن ابی الدنیا، رقم الحدیث: 129، ص 120

80... تاریخ ابن عساکر، ج 13، ص 305

علیہا فرماتے ہیں:

ابنِ زیاد اور اس کے ساتھیوں کے قتل ہونے کے بعد جب ان کے سر لا کر زمین پر رکھے گئے تو ایک بہت بڑا سانپ آیا جس سے گھبرا کر لوگ اِدھر اُدھر ہوگئے، وہ سانپ تمام سروں سے ہوتا ہوا ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوا اور منہ سے نکل گیا پھر منہ میں داخل ہوا اور نتھنوں سے نکلا، اس نے کئی مرتبہ یہ عمل دُہرایا اور چلا گیا، کچھ دیر بعد پھر آیا اور اسی طرح کر کے غائب ہوگیا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔

حضرت سیّدُنا امام تِرمِذی علیہ الرحمہ نے اسے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے اور حضرت سیّدِنا امام طَبرانی نے صرف حضرت سیّدِنا عمارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ (81)

حضور سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا گستاخ

امیر المجاہدین حضرت علامہ خادم حسین رضوی صاحب نور اللہ مرقدہ اپنی ایک تقریر میں حضور سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

گستاخ فرقے کا ایک مولوی اپنی تقاریر میں عموماً اولیائے کرام پر تبرا بازی کرتا رہتا تھا، ایک دفعہ اسی بدمذہب مولوی نے فیصل آباد میں تقریر کرتے ہوئے

81...ترمذی، ج5، ص431رقم الحدیث:3805، معجم کبیر، ج3، ص113، رقم الحدیث:2832

محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی گستاخی کرتے ہوئے انتہائی بھونڈے اور بیہودہ لہجے میں کہا کہ ہے کوئی غوث! اگر ہے تو میری ٹانگ توڑ کر دکھائے۔

امیر المجاہدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس وقت فیصل آباد سے لاہور کوہستان کی بسیں چلتی تھیں، وہ فیصل آباد سے سفر کرتے ہوئے واپس آ رہا تھا کہ سفر کے دوران وہ بس کیکر کے درخت میں جا ٹکرائی اور اس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔

تو اس وقت ہمارے ایک مولانا صاحب نے اس بدبخت گستاخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا:

مولوی جی! اس کو کہتے ہیں غوث
مانگو ایک تو دیتے ہیں دو۔

ولی اللہ کی گستاخی کا انجام

أخبرني محمد بن سعيد: فورد (مسلم بن عقبة) المدينة فأباحها ثلاثة ثم دعاهم إلى بيعة يزيد على أنهم أعبد قن في طاعة الله ومعصيته فأجابوه إلى ذلك إلا رجل واحد من قريش أمه أم ولد فقال له بايع ليزيد على أنك عبد في طاعة الله ومعصيته قال لا بل في طاعة الله فأبى أن يقبل ذلك منه وقتله فأقسمت أمه قسما لئن أمكنها الله من مسلم حيا أو ميتا أن تحرقه بالنار قال فلما خرج مسلم من المدينة اشتدت علته فمات

فخرجت أم القرشي بأعبد لها إلى قبر مسلم فأمرت به أن ينبش من عند رأسه فلما وصلوا إليه إذا بثعبان قد التوى على عنقه قابضا بأرنبة أنفه يمصها قال فكاع القوم عنه۔

ترجمہ: حضرت سیِّدُنا محمد بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **مسلم بن عُقبَہ** مدینہ منورہ آیااور لوگوں سے اس بات پر یزید پلید کے لیے بیعت لی کہ تم سب خدا کی فرمانبرداری ونافرمانی میں یزید کے غُلامِ محض ہو۔ لوگوں نے اس کی بات قبول کرلی مگر ان میں ایک شخص جو قریشی تھااور اس کی ماں اُمِّ ولد تھی کہنے لگا: میں صرف اللہ پاک کی فرمانبرداری میں اس کی بیعت کرتاہوں، لیکن اس کی یہ بیعت نہ مانی گئی اور مسلم نے اسے قتل کردیا۔ اس وقت اس کی ماں نے قسم کھائی کہ اگر زندہ یامردہ مسلم بن عقبہ پر مجھے اللہ پاک نے قدرت دی تو وہ اسے جلادے گی۔ جب مسلم مدینہ منورہ سے نکلاتو شدید بیمار ہو کر مر گیا، وہ عورت اپنے غلاموں کولے کر اس کی قبر پر گئی اور ان سے قبر کھدوائی، اندر دیکھا تو ایک اَژدہا اس کی گردن میں لپٹا ہوا اس کی ناک کو چوس رہا تھا۔ یہ خوفناک منظر دیکھ کر سب ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گئے۔[82]

امیرِ اہلِ سنت مولانا الیاس عطار قادری مدظلہ کی گواہی

میں نے یہ واقعہ ابو بلال مولانا الیاس عطار قادری صاحب دامت برکاتہم

82... تاریخ مدینہ دمشق، ج58، ص114، رقم:7425

العالیہ سے سنا۔ ایک مدنی مذاکرہ کے دوران جب گستاخانِ اولیاء کا ذکر چھڑا تو آپ فرمانے لگے:

مجھے پتا چلا کہ کورنگی میں اعلیٰ حضرت کے ایک مرید امامت فرماتے ہیں، شوق ہوا کہ ہم ان کی زیارت کریں تو ہم دو چار دوست مل کر اُن امام صاحب کی مسجد ڈھونڈتے ہوئے کورنگی پہنچے، ان کے پیچھے نماز پڑھی پھر ان سے ملاقات ہوئی، انہوں نے اپنے والد صاحب کی بھی زیارت کروائی اور بتایا: کہ میرے والد صاحب کی عمر 115 سال ہے، وہ بستر پر ہی تشریف فرما تھے۔ دورانِ گفتگو انہوں نے فرمایا: کہ وہ فلاں مولوی (انہوں نے اس بدبخت کا نام وغیرہ سب بتایا تھا)، جو اللہ کے ولیوں کے متعلق مسئلے کرتا ہے، یہ داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تقریروں میں بولتا تھا: کہ داتا صاحب کے مزار میں (معاذ اللہ) گدھا مدفون ہے۔ نعوذ باللہ من ذلك۔

امام صاحب مزید فرماتے ہیں کہ ایک وقت آیا یہ شخص بیمار ہوا اور ایسا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی تو اسے دیکھنے کے لیے کسی طرح میں اس کے پاس پہنچ گیا؛ اس لیے کہ میں نے سنا تھا کہ جو اولیاء اللہ کے گستاخ ہوتے ہیں، مرتے وقت ان کی شکلیں بدل جاتی ہیں۔ امام صاحب نے بار بار قسم اٹھا کر کہا: کہ میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ گدھے جیسا بن گیا تھا اور وہ بدبخت اسی حالت میں مر گیا۔ اور جب اس کو دفن کیا گیا تو اس کی قبر سے آگ کے دھوئیں کی بدبو آتی تھی۔

امیر اہلِ سنت فرماتے ہیں کہ میں نے ان امام صاحب سے اس خبیث گستاخ کی قبر کا نشان پتا پوچھا اور محفوظ کر لیا۔ جب مجھے لاہور جانے کا موقعہ ملا تو میرے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی، لہٰذا میں میانی قبرستان میں اس قبر کے پاس پہنچا۔ اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے وہاں آگ کے دھوئیں کی بدبو آرہی تھی۔ اعاذنا اللہ من سوء الادب۔

حق یہی ہے کہ بالیقین جو ولی کا گستاخ ہو، اس کو نہ دنیا میں امن ہے نہ آخرت میں۔ الحمدللہ! یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلکِ حق اہلِ سنت وجماعت سے وابستہ کیا جو اللہ کے نبیوں اور ولیوں کی محبت کے جام پلاتا ہے۔ (83)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کا انجام

عصمة العبادانی قال: کنت أجول فی بعض الفلوات إذ ابصرت دیرا وإذا فی الدیر صومعة وفی الصومعة راهب فنادیته یا راهب فأشرف علی فقلت له من أین أن تأتیك المیرة قال من مسیرة شهر قلت له حدثنی بأعجب ما رأیت فی هذا الموضع فقال نعم بینا أنا ذات یوم أدیر نظری فی هذه البریة القفراء وأتفکر فی عظمة الله وقدرته إذ رأیت طائرا أبیض مثل النعامة کبیرا قد وقع علی تلك الصخرة وأومأ بیده إلی صخرة بیضاء فتقایا رأسا ثم رجلا ثم ساقا وإذا هو کلما تقایا عضوا من تلك الأعضاء التأمت

83...ماخوذ از خصوصی مدنی مذاکرہ، قسط نمبر: 305

بعضها إلى بعض أسرع من البرق الخاطف بقدرة الله عزوجل حتى استوى رجلا جالسا بقدرة الله تعالى فإذا هم بالنهوض نقره الطائر نقرة قطعه أعضاء ثم يرجع فيبتلعه فلم يزل على ذلك أياما فكثر والله تعجبي منه وازددت يقينا لعظمة الله عزوجل وعلمت أن لهذه الأجساد حياة بعد الموت فلم يزل على ذلك أياما فالتفت إليه يوما فقلت يا أيها الطائر سألتك بحق الذى خلقك وبرأك إلا أمسكت عنه حتى أسائله فيخبرنى بقصته فأجابنى الطائر بصوت عربى الخلق لربى الملك وله البقاء الذى يفنى كل شئ ويبقى أنا ملك من ملائكة الله عزوجل موكل بهذا الجسد لما أجرم وجرى عليه من قضاء الله وأمرنى الله أن آتى هذا المكان لتسأله وتخاطبه ليخبرك بما كان منه فسله فالتفت إليه فقلت يا هذا الرجل المسئ إلى نفسه ما قصتك ومن أنت قال أنا عبد الرحمن بن ملحم قاتل على وإنى لما قتلته وصارت روحى بين يدى الله عزوجل ناولنى صحيفة مكتوبة فيها ما عملته من الخير والشر منذ يوم ولدتنى أمى إلى أن قتلت على بن ابى طالب وأمر الله هذا الملك بعذابى إلى يوم القيامة فهو يفعل بى ما قد تراه ثم سكت فنقره ذلك الطائر نقرة نثر أعضاءه بها ثم جعل يبتلعه عضوا عضوا۔۔۔الخ

ترجمہ: حضرت سیّدنا عِصمہ عَبّادانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک جنگل میں گھوم رہا تھا کہ میں نے ایک گرجا دیکھا اس کے محراب میں ایک راہب موجود تھا، میں نے اس سے کہا: تم نے یہاں جو سب سے عجیب چیز دیکھی ہو وہ

مجھے بتاؤ۔ اس نے کہا: سنو! ایک دن میں نے شتر مرغ جیسا ایک سفید پرندہ دیکھا جو ایک چٹان پر بیٹھ گیا، پھر اس نے قے کی تو ایک سر نِکلا پھر پیر نکلے پھر پنڈلیاں نکلیں، وہ اسی طرح قے کرتا رہا اور انسانی اعضاء نکلتے رہے اور بجلی کی سی سُرعت سے ایک دوسرے سے جڑتے رہے یہاں تک کہ وہ مکمل آدمی بن گیا، اب جیسے ہی وہ اٹھنے لگا پرندے نے اسے ایک ٹھونگ ماری تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پرندہ اسے نگل گیا۔ وہ کئی دنوں تک اس عمل میں مصروف رہا، میرا تعجب تو کم ہو گیا مگر خُدائے بزرگ و برتر کی عظمت پر میرا یقین مزید پختہ ہو گیا اور میں جان گیا کہ ان جسموں کو مرنے کے بعد بھی زندہ کیا جائے گا۔ ایک دن میں اس پرندے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے پرندے! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا! اب کی بار جب وہ انسان مکمل ہو جائے تو اس کو مہلت دینا تاکہ میں اس سے کچھ پوچھوں تو وہ مجھے اپنا قصہ بتائے۔ پرندے نے صاف عربی زبان میں مجھ سے کہا: بادشاہت اور بَقا میرے ربّ کے لئے ہے جو چیزوں کو فَنا بھی کرتا ہے اور باقی بھی رکھتا ہے، میں اللہ پاک کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، مجھے اس پر مُسَلَّط کیا گیا ہے تاکہ اس کے گناہ کی سزا دیتا رہوں، اب میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا: اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! تیرا قصہ کیا ہے اور تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں حضرت علیؓ المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبد الرحمٰن بن ملجم ہوں، جب میں مر گیا تو میری روح بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئی، اس نے میرا اعمال

نامہ مجھے عطا کیا جس میں میری پیدائش سے قتلِ علی تک ہر نیکی اور ہر بدی لکھی ہوئی تھی، پھر اللہ پاک نے اس فرشتے کو مجھ پر قیامت تک عذاب دینے کے لیے مسلط کر دیا، اب یہ فرشتہ وہی کر رہا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گیا اور پرندے نے پھر اسے ایک ٹھونگ مار کر ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک ایک کر کے سب ٹکڑے نگل لئے اور چلا گیا۔[84]

میت ہے کسی بے ادب کی

حضرت قیس بن ابی حازم علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے مدینہ منورہ کے بازار میں احجار الزیت نامی جگہ پر لوگوں کو ایک سوار کے پاس جمع دیکھا، وہ سوار حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا، اچانک حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے، آپ نے آگے بڑھ کر اس شخص سے فرمایا: ارے! حضرت علی بن ابی طالب کو گالیاں کیوں دے رہا ہے؟ کیا وہ پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے نہیں؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے نہ تھے؟ کیا وہ سب لوگوں سے زیادہ دنیا سے بے رغبت نہ تھے؟ کیا وہ بہت بڑے عالم نہ تھے؟ مزید اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد نہ تھے؟ کیا وہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بردار (جھنڈا اٹھانے والے) نہ تھے؟ پھر حضرت

84... تاریخ دمشق لابن عساکر، رقم الحدیث: 4700، ج40، ص352

سعد رضی اللہ عنہ نے قبلہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی:

اللّٰھم إن ھذا یشتم ولیا من أولیائك اللھم فلا تفرق ھذا الجمع حتی تریھم قدرتك۔

اے اللہ! اس شخص نے تیرے ایک ولی کی گستاخی کی ہے، اس مجمع کے منتشر ہونے سے پہلے تو اس بے ادب کو سزا دے کر لوگوں کو اپنی قدرت کا نظارہ دکھا۔ حضرت قیس نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابھی ہم منتشر نہ ہوئے تھے کہ گستاخ کو اس کی سواری نے سر کے بل پتھروں پر گرا دیا، اس کا سر پھٹ گیا، بھیجا باہر آ گیا اور وہ مر گیا۔[85]

بربادیِ ایمان کا سبب

حدثنا أبوبکر الصیرفي قال: مات رجل کان یشتم أبا بکر وعمر رضی اللہ عنھما ویری رأی جھم، فأریه رجل في النوم کأنه عریان علی رأسه خرق سوداء وعلی عورته أخری، فقال: ما فعل اللہ بك؟ قال: جعلتي مع بکر القیسي وعون بن الأعسر، وھما نصرانیان۔

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو بکر صَیرفی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا اور فرقہ جَہْمِیّہ کے عقائد رکھتا تھا۔ جب وہ مرا تو ایک شخص

85...المستدرک علی الصحیحین، ج3، ص571، حدیث: 6121

نے اسے خواب میں برَہنہ حالت میں دیکھا کہ اس کے سر اور شرم گاہ پر ایک سیاہ چیتھڑا تھا۔ اس نے پوچھا: اللہ پاک نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: اللہ پاک نے مجھے بکر بن قیس اور عَون بن اَعسَر کے ساتھ کر دیا ہے۔ یہ دونوں نصرانی تھے۔(86)

کانا گستاخ

حدثنا أبو بكر، حدثنا شيخ قال مات جار لي وبيني وبينه نسب وكان ممن يخوض في هذه الأمور فأريته في النوم كأنه أعور فقلت: يا فلان ما هذا الذي أرى بك؟ قال: تنقصت أصحاب محمد فنقصني هذا ووضع يده على عينه الواهية۔

ترجمہ: ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں تنقیص کرنے والا میرا ایک رشتہ دار پڑوسی مر گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا تو وہ کانا تھا، میں نے پوچھا: اے فلاں! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا: میں نے حضرت سیِّدنا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صحابہ کرام کی شان میں کمی کی تو مجھ میں یہ کمی کر دی گئی پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنی ضائع ہونے والی آنکھ پر رکھ لیا۔(87)

86...موسوعہ ابن ابی الدنیا، ج6، ص274، رقم الحدیث:222

87...موسوعہ ابن ابی الدنیا، ج6، ص274، رقم الحدیث:223

گستاخِ صحابہ کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا خلف بن تمیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا ابو الحصیب بشیر رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: کہ میں تجارت کیا کرتا تھا اور اللہ پاک کے فضل وکرم سے کافی مال دار تھا۔ مجھے ہر طرح کی آسائشیں میسر تھیں اور میں اکثر ایران کے شہروں میں رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میرے ایک مزدور نے مجھے خبر دی کہ فلاں مسافر خانے میں ایک شخص مر گیا ہے، وہاں اس کا کوئی بھی وارث نہیں، اب اس کی لاش بے گور وکفن پڑی ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو میں مسافر خانے پہنچا، وہاں میں نے ایک شخص کو مردہ حالت میں پایا، اس کے پیٹ پر کچی اینٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے ایک چادر اس پر ڈال دی، اس کے پاس اس کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا: یہ شخص بہت عبادت گزار اور نیک تھا لیکن آج اسے کفن بھی میسر نہیں اور ہمارے پاس اِتنی رقم بھی نہیں کہ اس کی تجہیز وتکفین کر سکیں۔ جب میں نے یہ سنا تو اُجرت دے کر ایک شخص کو کفن لینے کے لئے اور ایک کو قبر کھودنے کے لئے بھیجا اور ہم اس کے لئے کچی اِینٹیں تیار کرنے لگے پھر میں نے پانی گرم کیا تاکہ اسے غسل دیں۔ ابھی ہم لوگ انہیں کاموں میں مشغول تھے کہ یکایک وہ مردہ اُٹھ بیٹھا، اینٹیں اس کے پیٹ سے گر گئیں پھر وہ بڑی بھیانک آواز میں چیخنے لگا: ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے

بربادی! جب اس کے ساتھیوں نے یہ خوفناک منظر دیکھا تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ میں اس کے قریب گیا اور اس کا بازو پکڑ کر ہلایا۔ پھر اس سے پوچھا: تُو کون ہے اور تیرا کیا معاملہ ہے؟

وہ کہنے لگا: میں کوفہ کا رہائشی تھا اور بدقسمتی سے مجھے ایسے برے لوگوں کی صحبت ملی جو حضرات سیدنا صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ ان کی صحبتِ بد کی وجہ سے میں بھی ان کے ساتھ مل کر شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا اور ان سے نفرت کرتا تھا۔

سیدنا ابوالخصیب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اس کی یہ بات سن کر اِستغفار پڑھا اور کہا: اے بدبخت! پھر تو تجھے سخت سزا ملنی چاہئے اور تُو مرنے کے بعد زندہ کیسے ہو گیا؟ تو اُس نے جواب دیا: میرے نیک اعمال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی گستاخی کی وجہ سے مجھے مرنے کے بعد گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا گیا اور وہاں مجھے میرا ٹھکانا دکھایا گیا، وہاں کی آگ بہت بھڑک رہی تھی۔

پھر مجھ سے کہا گیا: عنقریب تجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ تُو اپنے بدعقیدہ ساتھیوں کو اپنے دردناک انجام کی خبر دے اور انہیں بتائے کہ جو کوئی اللہ پاک کے نیک بندوں سے دشمنی رکھتا ہے اس کا آخرت میں کیسا دردناک انجام ہوتا ہے، جب تُو ان کو اپنے بارے میں بتا دے گا تو پھر دوبارہ تجھے تیرے اصلی ٹھکانے (یعنی جہنم) میں ڈال دیا جائے گا۔

یہ خبر دینے کے لئے مجھے دوبارہ زندہ کیا گیا ہے تاکہ میری اس حالت سے گستاخانِ صحابۂ کرام علیہم الرضوان عبرت حاصل کریں اور اپنی گستاخیوں سے باز آجائیں ورنہ جو کوئی ان حضرات کی شان میں گستاخی کرے گا اس کا انجام بھی میری طرح ہو گا۔

اِتنا کہنے کے بعد وہ شخص دوبارہ مردہ حالت میں ہو گیا۔میں نے بھی اور دیگر لوگوں نے بھی اس کی یہ عبرتناک باتیں سنیں، اتنی ہی دیر میں مزدور کفن خرید لایا، میں نے وہ کفن لیا اور کہا: میں ایسے بدنصیب شخص کی ہرگز تجہیز وتکفین نہیں کروں گا جو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا گستاخ ہو، تم اپنے ساتھی کو سنبھالو میں اس کے پاس ٹھہرنا بھی گوارا نہیں کرتا۔

اِس کے بعد میں وہاں سے واپس چلا آیا پھر مجھے بتایا گیا کہ اس کے بدعقیدہ ساتھیوں نے ہی اسے غسل وکفن دیا اور ان چند بندوں ہی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، ان کے علاوہ کسی نے بھی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی، اس کے بدعقیدہ ساتھیوں کی بدبختی دیکھو کہ وہ پھر بھی لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ تم نے ہمارے ساتھی کی نمازجنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟

حضرت سیدنا خلف بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابوالحصیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کیا تم اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے؟انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے اپنی آنکھوں سے اس بدبخت کو دوبارہ زندہ ہوتے دیکھا اور اپنے کانوں سے اس کی باتیں سنیں۔

یہ سن کر حضرت سیدنا خلف بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب میں بھی اس بے ادب و گستاخ شخص کی اس بدترین حالت کی خبر لوگوں کو ضرور دوں گا۔

اللہ پاک ہمیں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ رکھے اور تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سچی محبت عطا فرمائے، ان کی خوب خوب تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم (88)

گستاخ ابنِ منیر کا حال

حضرت سیّدُنا کمال بن قدیم رحمہ اللہ "تاریخِ حلب" میں ایسے ہی ایک گستاخِ صحابہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب گستاخ اِبنِ منیر مر گیا تو حَلَب کے کچھ نوجوان اُس کا اَنجام دیکھنے کے لئے چل پڑے، وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم نے سنا ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والا جب مرتا ہے تو اللہ پاک اُسے قبر میں خنزیر کی طرح کر دیتا ہے اور مَعَاذَ اللہ اِبنِ منیر بھی اُن مکرّم و مقدّس ہستیوں کو سبّ و شَتْم کرتا تھا۔ لہٰذا اُس کے اَنجامِ بد کی خبر لینے چلتے ہیں، اِس ارادے کے ساتھ سب نے اُس کی قبر کی طرف جانے پر اِتّفاق کر لیا۔ چنانچہ جب اُنہوں نے جا کر اُس گُستاخِ صحابہ کی قبر کو کھودا تو وہ واقعی خنزیر کی شکل میں بدل چکا تھا اور اُس کا چہرہ قِبلہ سے جانبِ

88... عیون الحکایات، ص 247، 248

شِمال پِھرا ہوا تھا، اُنہوں نے اُس بد مذہب کی لاش کو قبر سے باہر نکال کر رکھ دیا تا کہ دیگر لوگ بھی اُس کا اَنجامِ بد دیکھیں اور بے ادَبوں وگُستاخوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ جب سب دیکھ چکے تو اُس کی لاش کو آگ لگادی پھر قبر میں پھینک کر اُس پر مٹّی ڈال دی اور واپس پلَٹ آئے۔ (89)

گستاخِ صحابہ بشکلِ خنزیر

وسمعت الشيخ أبا طالب بن يوسف بن إبراهيم البعلبكی قال حدثنی الشيخ محمدٌ النوری قال كنت بالموصل وكانت أم صاحب الموصل تعتقد فی وكان ابنها يجیء إلی بعض الأوقات قال فخرجت بعض الليالی فطفت فی المقابر فإذا مقبرةٌ مبيضةٌ وعليها باب حجرٍ وإذا أنا أسمع فيها صوتًا كتهارش الكلاب وليس به فجئت إلی بابها ففتحته وإذا فيها قبران أو ثلاثةٌ ولم أر شيئًا ثم خرجت فإذا أنا أسمع ذلك الصوت فبقيت متعجبًا قال واتفق أن صاحب الموصل جاء إلينا فجلس وجری الحديث وذكروا الرافضة وقالوا ما كان عندنا منهم إلا الخادم فلان فقيل ووزير صاحب مازندران أيضًا وماتا وهما مدفونان هاهنا بمقبرةٍ لهما فقلت أين فقيل هذه المقبرة البيضاء قال فقلت لقد جری لی كذا وكذا ولو كان لی قدرةٌ لنبشت عنهما فقال صاحب الموصل أنا أنبش عنهما فنبش عنهما فإذا هما خنزيران۔

89... جہنم میں لیجانے والے اعمال، ج2، ص838، الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج2، ص193

ترجمہ: شیخ محمد نوری فرماتے ہیں: میں موصل شہر میں تھا موصل کے حاکم کی ماں مجھ سے عقیدت رکھتی تھی، اس کا بیٹا بعض اوقات میرے پاس آیا کرتا تھا۔ شیخ فرماتے ہیں: ایک رات میں گھر سے نکلا اور قبرستان میں رات گزاری تو ایک سفید مقبرہ دیکھا جس پر پتھر کا دروازہ تھا۔ اچانک اس سے میں نے ایک آواز سنی، جیسے کتے لڑ رہے ہوں، حالانکہ وہاں کوئی بھی نہ تھا، پھر میں اس کے دروازے پر آیا اور کھول کر دیکھا تو اندر دو یا تین قبریں تھیں، اس کے سوا کچھ بھی نظر نہ آیا، پھر وہاں سے نکلا تو دوبارہ وہی آواز سنائی دی، میں حیران رہ گیا، اتفاق سے حاکم موصل ہمارے پاس آکر بیٹھا اور بات چل پڑی، لوگوں نے روافض کا ذکر چھیڑ دیا اور کہنے لگے: کہ ہمارے یہاں صرف ایک رافضی خادم تھا، بتایا گیا کہ والی مازندان کا وزیر بھی تو رافضی تھا۔ وہ دونوں مر گئے اور یہاں اپنے مقبرے میں مدفون ہیں، میں نے پوچھا: کہاں؟ بتایا: کہ اس سفید مقبرے میں، تب میں نے بتایا: کہ یہاں میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا ہے اگر میرے اندر طاقت ہوتی تو میں ان کی قبریں کھود ڈالتا، حاکم موصل نے کہا: تم کھودو یا نہ کھودو، میں تو ضرور کھودوں گا۔ جب اس نے کھود کر دیکھا تو وہاں دو خنزیر موجود تھے۔ العیاذ باللہ[90]

دشمنانِ صحابہ کی قبر میں سانپ

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ سعادۃ الدارین میں نقل کرتے ہیں:

90...النہی عن سب الاصحاب للضیاء المقدسی، ص106

وقال أحد المشايخ المعمرين: كنت بجامع عمرو بن العاص في آخر دولة المصريين ونحن في الصلاة أراها صلاة الصبح فسمعت ضجيجا بصحن الجامع فلما فرغنا من الصلاة اجتمع الناس فرأوا رجلا مذبوحا۔ فقال رجل من الحاضرين: أنا ذبحته؛ فاني سمعته يسب أبا بكر و عمر رضي الله عنهما، فحمل الى السلطان فسأله عن القصة فقال: أنا قتلته فامر السلطان بالرجل القاتل أن يحبس وأمر أن يدفن الميت فحفروا له موضعها فوجدوا ثعبانا ثم حفروا له موضعا آخر فوجدوا فيه ثعبانا أيضا فحفروا له قبرا ثالثاً فوجدوا فيه ثعبانا فدفنوه فيه۔

میں جامعہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ میں موجود تھا کہ ایک شور سنا، پتہ چلا کہ کسی نے ایک دشمن صحابہ کو مار ڈالا ہے۔ اس کے قاتل کو گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے قاتل کو سزا دی گئی اور دشمنِ صحابہ کی لاش کے بارے میں حکم دیا گیا کہ اس کو جا کر دفنا دو۔ جب انہوں نے اس کے لئے قبر کھودی تو اس میں ایک بڑا سانپ نکلا۔ پھر انہوں نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی ایک بڑا سانپ نکلا۔ غرض یہ کہ جب بھی قبر کھودی وہاں سانپ موجود ہوتا، پھر لوگوں نے اس گستاخ کو اسی سانپ کے ساتھ دفن کر دیا۔[91]

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

91...سعادۃ الدارین للنبھانی، ص 153

”ما يرى أحد خارج من الدنيا شاتم لأحد منهم إلا سلط الله عليه دابة تقرض لحمه يجد ألمه إلى يوم القيامة۔“

ترجمہ: جو شخص دنیا سے اس حال میں گیا ہو کہ وہ میرے یاروں کو گالی دیتا تھا تو اللہ پاک اس پر ایک ایسا جانور مسلط کرے گا جو اس کا گوشت کترے گا وہ مردہ قیامت تک اسی کے درد میں مبتلا رہے گا۔(92)

حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی سزا

شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:

”ويحكى أن أبا بكر محمد بن الفضل ۔ رحمه الله ۔ كان ينال منه في الابتداء، فرأى في منامه كأن شعرةً تدلت من لسانه إلى موضع قدمه، فهو يطؤها، ويتألم من ذلك، ويقطر الدم من لسانه، فسأل المعبر عن ذلك فقال إنك تنال من واحدٍ من كبار الصحابة ۔ رضي الله عنه ۔ فإياك، ثم إياك۔“

ترجمہ: پہلے پہل امامِ جلیل محمد بن فضل الکماری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بد گوئی اور عیب جوئی میں مبتلا ہو گئے تھے، پھر ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ان کے منہ سے لمبے لمبے بال نکل کر پاؤں تک لٹک گئے ہیں اور وہ ان بالوں کو اپنے پاؤں میں روندتے چلے جا رہے ہیں جبکہ زبان سے خون جاری ہے جس سے ان کو سخت تکلیف اور اذیت ہو رہی

92...القبور ابن ابی الدنیا، ص121، رقم:130

ہے، بیدار ہونے کے بعد انہوں نے تعبیر بتانے والے سے اس کی تعبیر پوچھی تو تعبیر بیان کرنے والے نے کہا:

آپ کِبار صحابۂ علیہم الرضوان میں سے کسی صحابی کی بد گوئی اور ان پر طعن کرتے ہیں، اس فعل سے بچئے اور اجتناب کیجئے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے فوراً تائب ہو گئے۔(93)

دشمنِ صدیق وفاروق کے گلے میں طوق

علامہ تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مصباح الظلام میں نقل کرتے ہیں:

"قال ابو محمد عبد الله ابن محمد الفقيه الحنبلى: اجتمع جماعة على الطريق قاصدين الى مكة فى عروض السنة وكان احدهم كثير الصلاة فمات واهمهم دفنه فنظروا الى بيت شعرفى الصحراء فقصدوه فاذا فيه عجوز واذا فى البيت قدوم، فسألوها ان تدفع القدوم اليهم فقالت تعاهدونى بالله أنكم تردونه إلى فاعطوها ما ارادت، ثم اخذوا القدوم فحفروا به قبرا، وواروا الرجل ونسوا القدوم فى القبر وذكروا العهد فدعتهم الضرورة الى ان نبشوه فاذا هو قد صار غلا من يد الميت الى عنقه فردوا عليه التراب وذهبوا الى العجوز وخبروها الخبرفقالت: لا اله الا الله رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى منامى فقال لى: احتفظى بهذا القدوم؛ فانه غل الرجل

93...المبسوط للسرخسی، ج24، ص47

یسب ابا بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔"

ترجمہ: علامہ ابو محمد عبد اللہ فقیہ حنبلی فرماتے ہیں: کہ ایک جماعت مکہ شریف کو حج کے لئے روانہ ہوئی ان میں ایک آدمی تھا جو نوافل بہت پڑھتا تھا وہ راستے میں فوت ہو گیا اس کی قبر کی کھدائی کے لئے کوئی کدال وغیرہ نہ تھا انہوں نے جنگل میں گھومنا شروع کر دیا۔ ایک بڑھیا عورت کی جھونپڑی دیکھی۔ اس میں ایک لوہے کا بڑا کدال تھا۔ انہوں نے اس سے طلب کیا بڑھیا نے کہا: اللہ کی قسم کھا کر عہد کرو کہ تم لوگ کدال مجھے واپس کرو گے۔ انہوں نے واپس کرنے کا حلف اٹھایا اور اس سے کدال لے کر آ گئے۔ پس اس کدال سے قبر کھودی اور اسے دفن کر دیا جب اسے دفن کر کے فارغ ہو چکے تو یاد آیا کہ کدال غلطی سے قبر میں رہ گئی ہے اور اس بڑھیا کا حلف بھی یاد آیا، کدال نکالنے کے لئے قبر دوبارہ کھودی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ کدال اس مردے کی گردن کا طوق بنا ہوا ہے اور ہاتھ بھی اس میں بند ہیں وہ حیران رہ گئے اور اس قبر کو ویسے ہی بند کر دیا اور سارا واقعہ اس بڑھیا کو جا کر سنایا جس پر بڑھیا نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور کہا: یہ کدال میرے پاس تھی، مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حکم فرمایا کہ اس کدال کو سنبھال کر رکھنا؛ کیوں کہ یہ کدال اس شخص کے گلے کا طوق بنے گی جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا ہے۔[94]

94... سعادۃ الدارین، ص 152، سعادۃ الدارین (اردو) ج 1، ص 414

شیخین کریمین کے گستاخ کا عبرتناک انجام

حضرتِ سیّدُنا ابو محمد خُرَاسَانِی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ "ایک خُرَاسَانی تاجر کا غلام بہت نیک وپارسا تھا۔ حج کے موسم میں جب حاجیوں کے قافلے سوئے حرمین جانے لگے تو اس نیک غلام کے دل میں بھی حاضری کی خواہش جوش مارنے لگی۔ اس نے مالک کے پاس جاکر حالِ دل سنایا اور حاضری کی اجازت طلب کی۔ بدبخت وگستاخ تاجر نے انکار کر دیا۔ غلام نے کہا: "میں اللہ پاک اور رسول صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی فرمانبرداری کی اجازت مانگ رہا ہوں، تم اجازت کیوں نہیں دیتے۔" تاجر نے کہا: "اگر تم میرا ایک کام کرو تو میں اجازت دے دوں گا ورنہ ہرگز اجازت نہ دوں گا، پکا وعدہ کرو کہ تم وہ کام کروگے۔" غلام نے کہا: "بتاؤ! کیا کام ہے؟" بدبخت تاجر بولا: "میں تمہارے ساتھ بہترین سواریاں، خدام، اچھے رفقاء اور دیگر بہت سی اشیاء بھیجوں گا۔ جب روضۂ رسول عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جاؤ تو وہاں جاکر یہ کہنا: "اے اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے آقا نے یہ پیغام بھجوایا ہے کہ میں آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں دوستوں ابوبکر صدیق و عمرِ فاروق (رضی اللہ عنہما) سے بیزار ہوں۔" اگر میرا یہ پیغام پہنچانے کی حامی بھر لو تو میں تمہیں بخوشی اجازت دیتا ہوں۔ غلام کا بیان ہے کہ اپنے بدبخت مالک کی یہ گستاخانہ باتیں سن کر میرا دل بہت جلا، میں بہت غمگین ہو گیا۔ بظاہر تو میں نے کہہ دیا کہ میں فرمانبردار وطاعت گزار ہوں لیکن جو میرے دل میں تھا اللہ پاک اسے بہتر

جانتا ہے۔ بہر حال میں قافلے کے ہمراہ مدینۂ منورہ زادھا اللہ شرفًا و تعظیمًا پہنچا، دھڑکتے دل، لرزتے قدموں، پُرنم آنکھوں کے ساتھ روضۂ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جانب بڑھنے لگا:

ہوئیں اُمیدیں بار آور مدینہ آنے والا ہے
جھکا لو اب ادب سے سر مدینہ آنے والا ہے

قبرِ انور پر پہنچ کر جانِ عالم، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا ابو بَکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ مجھے اپنے بدبخت وگستاخ مالک کا قبیح الفاظ پر مشتمل پیغامِ بد، حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پہنچانے سے بہت شرم آرہی تھی لہٰذا میں باز رہا۔ اور مسجدِ نبوی میں حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے قدمینِ شریفین میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قبرِ انور کی دیوار شق ہوئی اور حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نور بار چہرہ چمکاتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے سبز لباس زیبِ تن کیا ہوا تھا اور جسمِ اطہر سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ سارا ماحول مشکبار ہو گیا۔ مسجد نبوی کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا تھا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لا چکے ہیں۔

عنبر زمیں، عبیر ہوا، مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے

حضور نبیِ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی دائیں جانب امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا صدیقِ اکبر اور بائیں جانب امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما تھے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی اتباع میں انہوں نے بھی سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ”اے عقل مند شخص! تو نے اپنے مالک کا پیغام ہم تک کیوں نہیں پہنچایا؟“ حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہیبت اور رُعب و دبدبہ اتنا تھا کہ میں نے سر جھکائے دست بستہ عرض کی: ”میرے آقا صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے شرم آتی تھی کہ آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ کے پہلو میں آرام فرما دوستوں کے متعلق اپنے بدبخت مالک کا گستاخانہ پیغام سناؤں۔“

سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے خوش بخت! اِنْ شَآءَاللہ تو حج کرنے کے بعد بخیر وعافیت ”خُرَاسَان“ واپس جائے گا۔ جب تو اپنے مالک کے پاس پہنچے تو کہنا: اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم اُس سے بیزار ہیں جو صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) سے بیزار رہے۔ کیا تو سمجھ گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، میرے آقا صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم! میں سمجھ گیا۔ پھر فرمایا: جان لے! جب تو وہاں پہنچے گا تو چوتھے دن وہ مر جائے گا، کیا تو سمجھ گیا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں،

میرے آقا صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم ! میں سمجھ گیا۔ فرمایا: توجہ سے سن! مرنے سے پہلے اس کے منہ سے پیپ وخون نکلے گا، کیا تو سمجھ گیا؟ میں نے عرض کی: میرے آقا! میں خوب سمجھ گیا۔“

پھر آقائے نامدار، ہم غریبوں کے مالک و مختار، باذنِ پروردگار غیبوں پر خبر دار، مکی مدنی سرکار صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم واپس تشریف لے گئے اور میں بیدار ہو گیا۔ حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کی زیارت ہونے پر میں نے اللہ پاک کا خوب شکر ادا کیا۔ پھر میں نے حج کیا اور مخبرِ صادق صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے فرمان کے مطابق الحمد للہ بخیر و عافیت واپس ”خُرَاسَان“ آگیا۔ میں اپنے ساتھ بہت سے موسمی پھل وغیرہ بھی لایا۔ میرے بدبخت مالک نے دو دن تک مجھ سے کوئی بات نہ کی، تیسرے دن پوچھنے لگا: میرا پیغام پہنچایا یا نہیں؟ میں نے کہا: میں نے تمہارا کام پورا کر دیا۔ کہا: وہاں سے کیا جواب ملا؟ میں نے کہا: اگر وہاں سے ملا ہوا پیغام نہ سنو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہنے لگا: نہیں، مجھے بتاؤ! تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟ میں نے واقعہ سنانا شروع کیا۔ جب میں نے یہ بتایا کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: اپنے مالک سے کہہ دینا کہ اللہ اور رسول صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم اس سے بیزار ہیں جو میرے دونوں دوستوں صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) سے بیزار ہے۔ میرا یہ قول سن کر وہ بدبخت و نامراد قہقہے مار کر ہنسنے لگا۔ پھر اس طرح بکواس کی: ہم ان سے بیزار ہیں اور وہ ہم سے بیزار ہو گئے،

اب ہم سکون سے رہیں گے۔ اس بدبخت کی یہ بات سن کر میں نے دل میں کہا: اے اللہ پاک کے دشمن! جلد ہی تو اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے فرمانِ عبرت نشان کے عین مطابق چوتھے دن اس بدبخت کے چہرے پر گندے پھوڑے نکل آئے اوراس کے منہ سے پیپ اور خون بہنے لگا۔ بالآخر ظہر کی نماز سے قبل وہ گستاخ ونامراد بڑی ذلت آمیز اور عبرتناک موت مر گیا۔(95)

؎ نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم!
جسے مصطفی نے نظر سے گرا کر چھوڑ دیا

چالیس گستاخوں کا زمین میں زندہ در گور ہونا

مورخ مدینہ علامہ سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"أخبرني هارون أبن الشيخ عمر بن الزغب وهو ثقة صدوق مشهور بالخير والصلاح عن أبيه وكان من الرجال الكبار قال قال لي شمس الدين صواب اللمطي شيخ خدام النبي صلى الله عليه وسلم وكان رجلا صالحا كثير البر بالفقراء أخبرك بعجيبة كان لي صاحب يجلس عند الأمير ويأتيني من خبره بما تمس حاجتي إليه فبينما أنا ذات يوم إذ جاءني فقال أمر عظيم حدث اليوم جاء قوم من أهل حلب وبذلوا للأمير مالا كثيرا ليمكنهم من فتح الحجرة الشريفة وإخراج أبي بكر وعمر رضي الله عنه منها فاجأتهم

95... عیون الحکایات مترجم، ج2، ص204 تا206

لذلك فلم ألبث إن جاء رسول الأمير يدعوني فأجبته فقال يا صواب يدق عليك الليلة أقوام المسجد فافتح لهم ومكنهم مما أرادوا ولا تعترض عليهم فقلت سمعا وطاعة ولم أزل خلف الحجرة أبكي حتى صليت العشاء وغلقت الأبواب فلم أنشب إن دق على الباب الذي حذاء باب الأمير أي وهو باب السلام ففتحت الباب فدخل أربعون رجلا أعدهم واحدا بعد واحد ومعهم المساحي والمكاتل والشموع وآلات الهدم والحفر قال وقصدوا الحجرة الشريفة فوالله ما وصلوا المنبر حتى ابتلعتهم الأرض جميعهم بجميع ما كان معهم فاستبطأ الأمير خبرهم فدعاني وقال يا صواب ألم يأتك القوم قلت بلى ولكن أتفق لهم كيت وكيت قال أنظر ما تقول قلت هو ذاك وقم فأنظر هل ترى لهم أثرا فقال هذا موضع هذا الحديث وإن ظهر منك كان يقطع رأسك۔"

ترجمہ: شیخ شمس الدین صواب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے ایک مخلص دوست جن کے امیر مدینہ سے گہرے تعلقات تھے میرے پاس آئے کہنے لگے: کہ حلب کے رافضیوں کی ایک جماعت امیر کیلئے قیمتی سامان اور اعلیٰ درجے کے تحائف لیکر پہنچی ہے حلب کے رافضیوں نے امیر کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اجسام نکال کرلیجانے پر رضامند کر لیا ہے۔

امیر موصوف مذہبی بے حسی کے باعث ان کے چکر میں آگیا ہے اور انہیں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے اجسام قبر سے نکال کرلے

جانے کی اجازت دیدی ہے۔ شیخ شمس الدین کہتے ہیں: یہ سن کر میرے حواس اڑ گئے، میں ابھی اس فکر میں بیٹھاہوا تھا کہ اچانک امیر کا قاصد مجھے بلانے آگیا میں حاضر خدمت ہوا امیر نے حکم دیا کہ آج رات کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے تم ان کیلئے دروازہ کھول دینا اور ان کے کام میں مداخلت نہ کرنا۔

شیخ شمس الدین کہتے ہیں: کہ میں ''بہت اچھا جناب'' کہہ کر واپس آگیا مگر سارا دن حجرہ مقدسہ کے پاس بیٹھا روتا رہا۔ ایک لمحہ کیلئے بھی میرے آنسو نہ تھمے، کسی کو حقیقت حال کا پتہ نہیں تھا کہ میں کس مصیبت سے گزر رہا ہوں۔

شیخ شمس الدین بتاتے ہیں کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر جب لوگ چلے گئے تو میں نے دروازے بند کر دیئے۔ کچھ دیر بعد باب السلام جو امیرِ مدینہ کے گھر کے قریب تھا اسی طرف سے وہ لوگ آئے انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے امیر مدینہ کے حکم کے مطابق دروازہ کھول دیا۔ وہ اندر آنا شروع ہوئے ان کی تعداد 40 تھی وہ لوگ پھاوڑے، کدال، ٹوکریاں اور کھودنے کے دیگر آلات اور روشنی کیلئے شمع ساتھ لیکر آئے تھے۔

شیخ شمس الدین بتاتے ہیں کہ میں حیرانی و پریشانی کے عالم میں ایک طرف بیٹھا رونے اور سوچنے لگا کہ یا اللہ! تُو قیامت برپا کر دے تاکہ یہ بد طینت لوگ اپنے عزائم سے باز رہیں۔

یہ لوگ مسجد نبوی میں داخل ہو کر حجرۂ مقدسہ کی طرف بڑھتے جارہے تھے۔ ابھی یہ منبر شریف تک بھی نہ پہنچ پائے تھے کہ سازوسامان سمیت سب

کے سب زمین میں دھنس گئے۔

یہ واقعہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی توسیع کے پہلے مغربی ستون کی جگہ کے قریب پیش آیا تھا۔

امیرِ مدینہ ان لوگوں کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا مگر زیادہ دیر گزر جانے پر اس نے مجھے طلب کیا اور مجھ سے پوچھا کہ وہ لوگ نہیں آئے؟

تو میں نے کہا: وہ لوگ آئے تھے امیر نے دریافت کیا کہ تو پھر کیا ہوا۔ میں نے جو ماجرہ دیکھا تھا لفظ بہ لفظ سنا دیا مگر امیر مدینہ کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ انہیں زمین نگل گئی ہوگی امیر نے ذرا تیز و تند لہجے میں کہا:

ہوش والی بات کرو۔ میں نے کہا کہ جناب! آپ تشریف لے چلیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ ابھی دھنسنے کے آثار اور کچھ کپڑے وغیرہ نظر آرہے ہیں۔ امیر نے مجھے سخت تنبیہ کی کہ اس واقعہ سے کسی کو آگاہ نہ کرنا ورنہ تمہاری گردن اڑادی جائے گی۔ (96)

اللہ پاک ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، بے اَدبوں اور گستاخوں سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ ہم سے کبھی کوئی ادنیٰ سی گستاخی بھی سرزد نہ ہو۔ خدا کی قسم! گستاخوں کا انجام بڑا دردناک و عبرتناک ہوتا ہے۔ ایسے نامراد، زمانے بھر کے لئے عبرت کا سامان بن جاتے ہیں۔ جو نامراد و بدبخت اللہ

96... خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی، ج 2، ص 179،178، تاریخ الخمیس، ج 2، ص 365، سعادۃ الدارین، ص 155

اوراس کے رسول صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی شان میں نازیبا کلمات بکتا یاصحابۂ کرام اوراولیاءِ عُظام رحمہم اللہ کی بے ادبی کرتا ہے آخرت میں توتباہی وبربادی اس کا مقدر ضرور ہو گی لیکن وہ دنیا میں بھی ذلیل ورُسوا ہو کر زمانے بھر کے لئے نشانِ عبرت بن جاتا ہے اور عقلمند لوگ کبھی بھی اس کے عقائد واعمال کی پیروی نہیں کرتے۔ اللہ ربُّ العزّت ہمیں ہمیشہ باادب لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

ہم اپنے پاک پروردگار سے سچی محبت کرتے ہیں۔ ہمیں تمام انبیاء کرام علیہمُ السلام، صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور اولیاءِ عُظام رحمۃ اللہ علیہم سے سچی محبت ہے۔ ہمیں یقینِ کامل ہے کہ اِنْ شَاءَاللہ اسی محبت کے صدقے ہماری مغفرت ہو گی۔ اللہ پاک ہمیں ہر گھڑی بے ادبوں سے محفوظ رکھے، حضور صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہوئے امیرِ اہلِ سنت عرض گزار ہیں:

؎ محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سر زد نہ کبھی بے ادبی ہو !

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

ان حکایات سے شیخین کریمین یعنی سیدنا صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما سمیت دیگر صحابہ کرام، اہلِ بیتِ عظام و اولیائے کرام کی بلند شانیں معلوم ہوئیں، جب ان کی توہین کرنے والوں سے دوستی رکھنے کا یہ وبال کہ مرتے وقت

کلمہ نصیب نہیں ہو رہا تھا تو پھر جو لوگ خود توہین کرتے ہیں ان کا کیا حال ہو گا! لہٰذا اصحابہ و اہلِ بیت کے گستاخوں سے دور و نُفُور رہنا ضروری ہے۔ صِرف عاشقانِ رسول و محبانِ صحابہ و اولیا کی صحبت اختیار کیجئے، ان عظیم ہستیوں کی اُلفت کا چراغ اپنے دل میں روشن کیجئے اور دونوں جہاں کی بھلائیوں کے حقدار بنئے۔ اللہ پاک کے نیک بندوں کی محبت قبر و حشر میں بے حد کار آمد ہے۔ اللہ پاک ان پاکانِ امت کے دامن سے تادمِ واپسی وابستہ رکھے۔ اور قبر و حشر میں ان کی برکتوں سے نوازے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰس۔

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاویٰ رضویہ کی عبارات
6 آیت درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک
10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم
12 کثرت سے مطالعہ کرنے والے بزرگوں کے واقعات
13 علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان
16 حیاتِ انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں
18 امام اعظم کی ذہانت کے 200 واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں
20 اخلاقِ مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی 111 نصیحتیں
22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل
26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل
29 عاشقانِ رسول کی قبریں

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت
2 تخریج احادیثِ فیضانِ سنت 3 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
4 مسئلہ سماعِ موتی پر علمی و تحقیقی گفتگو
5 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات
6 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا
7 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین